عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

اسلام اور مغرب

جلد نمبر ۱۵ | ۳ تا ۹ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۹ تا ۲۵ جولائی ۱۹۹۶ء | شمارہ نمبر ۸

معرکہ لاہور و قادیان

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں

قیمت: ۵ روپے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ⑥ نئی مطبوعات

مکمل سیٹ منگوانے پر خصوصی رعایت

تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۷۴ء جلد سوم

۶۰۰ صفحات

تالیف: مولانا اللہ وسایا صاحب

○ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء آغاز تحریک سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء اختتام تحریک تک کی مکمل تحقیقی رپورٹ ○ سانحہ ربوہ کی وجہ سے ملک گیر تحریک کی ہر شہر و قصبے کی رپورٹیں ○ اہم شخصیات کے انٹرویوز ○ اخبارات و جرائد کی تمام خبریں، اداریے، رپورٹیں ○ تاریخی اشتہارات، نظمیں ○ کتاب کا مکمل اشاریہ

کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ، چار رنگا سرورق، مجلد قیمت -/۲۰۰

قومی تاریخی دستاویز (اردو)

قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی

مرزا ناصر و صدر الدین۔ قادیانی و لاہوری دونوں گروہوں کے مرزائی سربراہوں پر ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں ۱۳ دن جرح ہوئی جس کی مکمل تفصیلاً سوالاً و جواباً اس میں شامل ہیں اس تحریر کو پڑھنے سے آپ کو محسوس ہوگا کہ براہ راست قومی اسمبلی کی کارروائی دیکھ رہے ہیں۔

کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ، مجلد چار رنگا ٹائٹل لیمینیشن، صفحات ۳۰۰ سے زائد قیمت -/۱۵۰ روپے

قادیانی عقائد کا انسائیکلوپیڈیا
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

جدید ایڈیشن

از: پروفیسر محمد الیاس برنی۔ ایم اے، ایل ایل بی

کمپیوٹر کتابت پہلی بار۔ نئے حوالہ جات۔ اغلاط سے مبرا، سفید کاغذ، بہترین طباعت، مضبوط و عمدہ جلد، چار رنگا ٹائٹل۔ ایک تاریخی علمی دستاویز جس میں قادیانی تحریک کے عقائد و عزائم، مکمل تاریخ، قادیانیوں کی مذہبی و سیاسی قلابازیوں کی مکمل تفصیلات جس نے قادیانی تحریک کے چہرے سے پردہ چاک کر دیا۔ صفحات ۱۱۶۴

قیمت -/۳۰۰ روپے

احتسابِ قادیانیت

ازقلم: مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر

حضرت مناظر اسلام کے رد قادیانیت پر تمام رسائل کا مجموعہ

جدید حوالہ جات کا اضافہ۔ نئی کمپیوٹر کتابت

بہترین کاغذ۔ عمدہ طباعت۔ مضبوط جلد۔ رنگین ٹائٹل

صفحات ۳۰۰ قیمت -/۱۰۰ روپے

رئیسِ قادیان

مرزا قادیانی کی مستند سوانح حیات

مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری کے قلم سے

پہلی بار کمپیوٹر کتابت سے آراستہ و پیراستہ۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اور مرزا جی کی پیدائش سے وفات تک اچھوتی و عمدہ تاریخی حقائق پر مشتمل مکمل سوانح، مرزا جی کے قول و عمل سے مزین علمی و تاریخی دستاویز۔ عمدہ کاغذ، بہترین طباعت، مضبوط جلد، چار رنگا ٹائٹل۔ صفحات ۶۷۶

قیمت -/۱۵۰ روپے

تحفۂ قادیانیت (جلد دوم)

کاغذ طباعت مثالی، بہترین کمپیوٹر کتابت

تالیف

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

یہ جلد حضرت مصنف مدظلہ کے ۹ مقالات کا مجموعہ ہے۔ تاریخی، مذہبی، سیاسی مباحث پر مشتمل عمدہ علمی دستاویز ہے۔ درج ذیل عنوانات پر مقالات ہیں:

○ دارالعلوم دیوبند اور مسئلہ ختم نبوت ○ مسئلہ ختم نبوت اور مولانا نانوتوی ○ معرکۂ قادیان و لاہور ○ ظلی نبوت کا تار عنکبوت ○ پیام اقبال اور فتنہ قادیانیت ○ مرزا طاہر کے مرزائی کے چیلنج کا جواب ○ ربوہ سے تل ابیب تک ○ ربوہ سے تل ابیب تک کے جواب کا جواب الجواب ○ مرزا قادیانی کے وجوہ ارتداد اور سپریم کورٹ جنوبی افریقہ میں تحریری بیان — تحفۂ قادیانیت کو سمجھنے کے لیے بہترین کتاب۔

مضبوط جلد، چار رنگا ٹائٹل، صفحات ۴۰۰ سے زائد قیمت -/۱۵۰

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

مکمل سیٹ پر چالیس فیصد رعایت۔ وی پی نہ ہوگی، پوری رقم کا پیشگی آنا ضروری ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۵
شمارہ نمبر ۸

۳ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ
مطابق ۱۹ تا ۲۵ جولائی ۱۹۹۶ء

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

نمائندہ ویسٹرن
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

اداریہ	۴
اسلام اور مغرب	۶
قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں	۱۰
معرکہ لاہور و قادیان	۱۳
مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی ۔ تاریخی حقائق کی زبانی	۱۵
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	۱۹

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۲۰۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے
سہ ماہی ۷۵ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ ڈالر امریکی ○ یورپ اور افریقہ ۳۵ ڈالر امریکی
○ متحدہ عرب امارات ۳۰ ڈالر امریکی
بینک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت ــ الائیڈ بینک گرومندر برانچ اکاؤنٹ
نمبر ۳۰۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

قیمت ۵ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 514122

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171-737-8199

پبلشر عبدالرحمن باوا | طابع : سید شاہد حسن | مطبع : القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت : ۱۰۳ سرجن کاٹیج ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانیوں کو مسلمان باور کرانے کی کوشش

طبعیات (برائے جماعت نہم)

جملہ حقوق بحق پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور محفوظ ہیں

تیار کردہ: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ' لاہور

منظور کردہ: قومی ریویو کمیٹی' وفاقی وزارت تعلیم (شعبہ نصاب سازی) اسلام آباد

مصنفین: پروفیسر شیخ آفتاب احمد' ڈاکٹر محمد ذکریا بٹ' پروفیسر نصیر احمد قریشی' ڈاکٹر رفیق احمد ساہی' شیخ محمد اختر' ڈاکٹر اعجاز مجتبیٰ غوری

مدیر: ناظم شیخ۔ نگران: ناظم شیخ' قیصر سلیم اختر

فنی معاونت و پراسیسنگ: ندیم نذیر راوی پراسیس

ناشر: کتب خانہ انجمن حمایت اسلام' لاہور

مطبع: حمایت اسلام پریس' لاہور

1.4 پاکستانی اور دیگر مسلمان سائنس دانوں کا حصہ:

....

عبدالسلام:

پروفیسر عبدالسلام جھنگ میں ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے اپنا ہر امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ سرکاری وظیفہ پر مزید تعلیم کے لئے برطانیہ تشریف لے گئے۔ ۱۹۵۰ء میں واپس پاکستان آئے لیکن اپنی تحقیق جاری رکھنے کے لئے جلد ہی واپس برطانیہ چلے گئے تھے۔ ۱۹۲۹ء (نقل مطابق اصل ورنہ صحیح ۱۹۷۹ء ہے) میں گرانڈیو نیفیکیشن نظریہ (Gut) پر نوبل امن انعام ملا۔ انہوں نے ٹریسٹ اٹلی میں نظری طبعیات کا بین الاقوامی ادارہ قائم کیا۔ جہاں ترقی پذیر ممالک کے سائنس دانوں کو اپنی تحقیق کے نتائج پیش کرنے اور اپنے علم میں اضافہ کرنے کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔

کلاس نہم کی فزکس میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مسلمان سائنس دانوں کی فہرست میں شامل کرکے اس انداز میں تعارف پیش کیا گیا کہ نوخیز نسل کے اذہان میں قادیانیت کے لئے نرم گوشہ پیدا کیا جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان طلباء کے لئے نصاب تیار کرنے والوں میں قادیانی ذہن رکھنے والے افراد داخل ہوگئے ہیں جو آئین اور ملکی قانون کی پرواہ کئے بغیر طلباء کے ناپختہ ذہنوں کو نظریاتی قادیانی زہر کے انجکشن سے گھائل کردینا چاہتے ہیں۔ دنیا

جانتی ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے فریب قادیانیت کے اسیر اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے تعلق توڑنے کے ناطے مسلمانوں سے خارج ہو چکے ہیں۔ ستمبر ۱۹۷۴ء میں مسلمانوں کی طویل جدوجہد اور شدید احتجاج کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیحیت و مہدیت کے ساتھ نبوت کے جھوٹے دعوے کی بناء پر اس کو نبی مصلح کسی بھی روپ میں مقتداء ماننے والے قادیانیت کے دونوں گروہ (قادیانی ولاہوری) آئین پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیئے گئے تو ڈاکٹر عبدالسلام اپنے آقائے ولی نعمت انگریزوں کے پاس چلے گئے۔ اور مسٹر بھٹو کی طرف سے پاکستان آنے کی دعوت پر پاکستان کو لعنتی ملک قرار دے کر واپسی سے انکار کر دیا۔ جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں یہودی لابی نے سیاسی وجوہ کی بناء پر فزکس کے شعبے میں دو مغربی غیر مسلم افراد کے ساتھ تیسرے پاکستانی غیر مسلم کو مسلم کے عنوان سے شریک کر کے مشہور یہودی انعام نوبل اس "ترائیکا" کو دینے کا اعلان کیا۔ سو سال کے عرصے میں بیسیوں افراد نوبل انعام یافتہ ہونے کے باوجود گمنامی کے اندھیروں میں چھپ گئے اور مذکورہ "ترائیکا" کے دیگر دو ستونوں سے بھی دنیا کی آبادی کا بیشتر حصہ نا آشنا ہے لیکن یہودی پروپیگنڈے نے تیسرے ستون ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل انعام کے تعلق سے بین الاقوامی ہیرو کے طور پر اس شدت سے ابھارا کہ مسلمان عوام و خواص بھی دھوکے میں آ گئے۔ پاکستان میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دینے کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام کے لئے اسی اسمبلی ہال میں اسٹیج سجایا گیا جس میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی آئینی و قانونی کارروائی پایہ تکمیل کو پہنچی تھی۔ عرب سربراہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کی تجویز پر اسلامی سائنس فاؤنڈیشن کے قیام پر رضامندی کے اظہار کے ساتھ پانچ کروڑ ڈالر یعنی اس وقت کے حساب سے پچاسی ارب روپے اس شخص کے حوالے کر دیئے جن کا آج تک کسی کو پتہ نہیں کہ کہاں گئے اور سائنس فاؤنڈیشن کا منصوبہ خیالی حدود سے آگے نہ بڑھ سکا۔ یقیناً" یہ بھاری رقم فروغ قادیانیت کے کام آئی۔

مذکورہ اشارات کا مقصد یہی ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مسلمان سائنس دانوں کی فہرست میں شمار کرنا حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔ مسلمان طلباء کے لئے نصابی کتب میں اس خلاف حقیقت بات کو شامل کرنا تبلیغ قادیانیت کے جرم کا ارتکاب ہی نہیں آئین پاکستان کی رو سے مسلمہ غیر مسلم کو مسلم قرار دینا بغاوت اور آئین سے غداری کے زمرے میں آتا ہے۔ وزارت تعلیم کے ذمہ داروں کو اس طرف فوری توجہ کرنا چاہئے' اگر یہ اقدام بے خیالی میں نادانستہ وقوع پذیر ہوا ہے تو اس کا فوری ازالہ کیا جائے اور اگر نصاب کے مرتبین میں قادیانی عناصر گھس آئے ہیں تو تحقیق کے بعد ان کو فوراً" اس کام سے الگ کیا جائے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور سے نصابی کتابوں کی اشاعت کو بند کیا جائے۔ بصورت دیگر نظامت تعلیم پنجاب اور صوبائی و مرکزی وزراء تعلیم کے ساتھ حکومت کے اعلیٰ عہدیدار اس جرم کے ارتکاب سے بری الذمہ قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ مسلمان قانونی کارروائی کے مجاز ہونے کا اپنا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ "اسلامی حقوق انسانی" کے ذمہ دار وکلاء سے قوی امید ہے کہ اس معاملہ کو اعلیٰ عدالتی سطح پر پیش کر کے مسلمان طلباء کے دینی مستقبل کی حفاظت کے اسباب مہیا کریں گے۔

اسلام اور مغرب

آکسفورڈ یونیورسٹی ہال میں مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کا روح پرور خطاب

آکسفورڈ یونیورسٹی جو برطانیہ کی عظیم ترین اور دنیا کی مشہور ترین یونیورسٹی ہے۔ وہاں ایک اسلامی مرکز کے قیام کے بارے میں سوچا جارہا تھا اس یونیورسٹی کے وائس پرنسپل ڈاکٹر ڈی' جی براؤننگ نے اس سلسلہ میں ۲۱'۲۲'۲۳' جولائی ۸۳ء کو ایک کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام کیا جس میں خصوصیت کے ساتھ مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کو دعوت دی گئی۔ آپ نے ۲۲ جولائی "اگزامینیشن ہال" میں یہ مقالہ پڑھا۔

حضرات!

میں سب سے پہلے آپ کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ایک ایسی موقر مجلس میں شرکت کی دعوت دی جو ایک فکر انگیز و خیال افروز موضوع "اسلام اور مغرب" پر فکرو بحث کے لئے دنیا کی مشہور' قدیم و موقر دانش گاہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے زیر سایہ اور پہلو میں منعقد ہو رہی ہے' میں خاص طور پر ڈاکٹر ڈی جی براؤننگ اور ان کے رفقاء کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے ایسے اچھے موقعہ پر یاد کیا' اور اتنے دانشوروں' فضلاء اور عزیز طلبہ سے ملنے کا موقع فراہم کیا۔

حضرات! مغربی اقوام اور ممالک میں سے جس قوم اور ملک کا اسلامی دنیا سے اٹھارویں صدی عیسوی کے آواخر میں سب سے پہلے واسطہ پڑا' وہ برطانیہ تھا' مغربی تہذیب' مغربی تعلیم اور سائنس اور ٹکنالوجی کے اولین نقیب و علمبردار اور اس کی افادیت و طاقت کے اولین مظہرو نمونہ کی حیثیت سے اس نے متعدد مسلم ممالک' بالخصوص ہندوستان کے برصغیر اور مصر میں ایک طویل مدت گزاری (اس قیام کی نوعیت اور اس کے اخلاقی و سیاسی پہلو سے اس وقت بحث کا موقع نہیں) علمی و نفسیاتی طور پر یہ بات بالکل قرین قیاس تھی کہ اس کو اپنی ان نو آبادیات کے اس سب سے طاقتور' زندہ اور فعال مذہب کے مطالعہ اور اس کی روح کو سمجھنے سے گہری دل چسپی ہوتی جس نے ماضی میں (کئی ہزار برس کی طویل مدت کے اندر جس کی تاریخ معلوم ہے) دنیا میں سب سے بڑا انقلابی کردار ادا کیا ہے' اور تہذیب و معاشرہ انسانی پر سب سے گہرا اور دیرپا اثر ڈالا ہے' اور یہ کہنا صحیح ہو گا کہ اس نے انسانی تہذیب اور اعلیٰ قدروں کو یکسر فنا ہونے سے بچالیا' اور ان کو زندگی کی ایک نئی اور طویل قسط عطا کی' وہ ایک ایسی خیر پسند طاقت کو وجود میں لے آیا جو تخریبی طاقتوں اور شر سے پنجہ آزمائی کی صلاحیت اور حوصلہ رکھتی تھی' اور اس کو اپنی پیدائش کا مقصد سمجھتی تھی' اس نے زمانہ کی کلائی توڑنے کے بجائے (جیسا کہ بعض پچھلی عسکری طاقتوں اور جابر قیادتوں نے کیا تھا) زمانہ کی کلائی موڑ دی اور تاریخ کا دھارا بدل دیا' اس کی محنتوں اور قربانیوں کے سایہ میں تہذیب انسانی کو آگے کا سفر طے کرنا نہ صرف ممکن بلکہ آسان ہوا' ساتویں صدی مسیحی کی اس دعوت اور جدو جہد نے عقیدہ توحید کی ایسی عالمگیر اشاعت کی جس کی مثال پچھلی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ شرف انسانی کو بحال کیا' مساوات و اخوت انسانی کو ذہن میں دوبارہ راسخ کیا اور اس کو ایک بدیہی حقیقت بنادیا' عورت کو اس کے حقوق دلائے' خالق کائنات کے ساتھ ایسا گہرا ربط' اس سے خوف و محبت اور اس کی عبادت و استعانت کا ایسا قوی جذبہ اور راسخ عقیدہ پیدا کیا جس کی مثال مذہب و روحانیت کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے' مالک حقیقی کی رضا و خوشنودی کے لئے بے لوث طریقہ پر رفاہ عام اور خدمت خلق کے کام کرنے کی تڑپ پیدا کی اور علم کی خدمت و اشاعت اور تصنیف و تالیف کا وہ بے پایاں جذبہ اور حد سے بڑھا ہوا شوق پیدا کیا' جس کے نتیجہ میں وہ عالم گیر علمی تحریک اور وہ عظیم و وسیع کتب خانہ وجود میں آیا جس کی نظیر پچھلی قوموں میں نظر نہیں آتی' یہ سب وہ تاریخی حقائق ہیں جن کا انکار ممکن نہیں۔

اس سب کا تقاضا تھا کہ برطانیہ میں جابجا اسلام' قرآن اور سیرت محمدی ﷺ پر فکرو مطالعہ کے مرکز قائم ہوتے' اور اس کے وسائل فیاضی کے ساتھ مہیا کئے جاتے' اور اس معروضی مطالعہ کی ہمت افزائی کی جاتی جو صلیبی جنگوں (CRUSADES) کے محسوس و غیر محسوس اثرات' مشنری اور سیاسی مقاصد اور مفادات سے بے پروا' اور اس احساس برتری سے آزاد ہوتا' جو سیاسی غلبہ اور طاقتور حکومت کا اکثر نفسیاتی نتیجہ ہوتا ہے' اور جو مفتوح اور کمزور قوموں اور ملکوں کے علمی سرمایہ اور معتقدات کی قدر و قیمت و افادیت پر منصفانہ غور کرنے سے عام طور پر باز رکھتا ہے' یہاں پر میں برطانوی جامعات کے شعبہ عربی اور شعبہ مطالعات اسلامی ISLAMIC مغربی ایشیا کی ثقافت و تہذیب (STUDIES WEST ASIAN

CULTUEE) کے شعبوں کی افادیت کی تحقیر اور ان کو (ONE WAY TRAFFIC) کرنا نہیں چاہتا لیکن مسئلہ اس سے زیادہ وسیع اور عمیق تھا اور معاشی و اقتصادی فوائد کے لئے تعلیم حاصل کرنے سے زیادہ خلوص' نظر کی گہرائی اور ذہن و قلب کی وسعت کا طالب تھا۔

لیکن یہ واقعہ ہے کہ اس ایک صدی سے زائد کی مدت میں نہ صرف برطانیہ اور اس کی نو آبادیوں کے درمیان بلکہ مشرق و مغرب کے درمیان یک طرفہ آمد جاری رہی یعنی مغربی ملکوں نے مشرقی ملکوں کو (خواہ وہ تہذیب و علم کا کتنا ہی قیمتی سرمایا رکھتے ہوں) صرف دینے' ان کو پڑھانے' سکھانے اور اپنے کام کا آدمی بنانے ہی کا کام کیا ہے' ان سے کچھ لینے اور ان سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی' بلاشبہ اس میں مشرق کی کمزوری' احساس کمتری INFERIORITY COMPLEX اور مفتوح و غلام بن جانے سے جو ہیبت و مرعوبیت پیدا ہو جاتی ہے اور خود اعتمادی کی کمی کو بھی دخل تھا ان میں اس ایمانی کیفیت اخلاقی جرات اور دعوتی روح کا شائبہ بھی نہیں تھا جس نے ساتویں صدی مسیحی کے اوائل میں جزیرۃ العرب کے ایک شہر کے (جس کا پرانا نام یثرب تھا پھر مدینہ پڑگیا) ایک بوریہ نشیں انسان (روحی فداہ) کو جس کو خدا نے نبوت کے منصب سے سرفراز کیا تھا' اس کی ہمت دلائی کہ وہ اپنے عہد کے دو سب سے بڑے شہنشاہوں کو جنہوں نے اس وقت کی پوری متمدن دنیا آبائی جائیداد کی طرح آپس میں بانٹ رکھی تھی' یعنی قیصر روم ہرقل اول (HERACLIUS.I)(۶۱۰-۶۴۱) اور شاہ ایران خسرو پرویز دوم (۵۹۰ - ۶۲۸) (CHOSROES II) کو وہ خط لکھے جن میں ان کو توحید اور دین حق کی کھلی ہوئی دعوت تھی' اس نے اول الذکر (قیصر روم) کو قرآن کی یہ آیت لکھی :-

یا اھل الکتب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون۔

(آل عمران ۶۴)

اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اس کی طرف آؤ' وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (ان سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (خدا کے) فرماں بردار ہیں۔

اس کا پورا امکان ہے کہ جس دن اس نے یہ خطوط چراغ جلانے کے لئے تیل نہ ہو (کہ اس کے یہاں اکثر کے نام یہ خطوط ہو گئے ان کے غلاموں کے غلام اور ملازموں کے ملازم بھی بسیار خوری سے مریض ہو گئے ہوں اور ان کے جانور دنیا کی وہ نعمتیں کھاتے ہوں جو اچھے اچھے انسانوں کو میسر نہیں تھیں۔

پھر جب اس دین کے ماننے والے اور اس دین کی دعوت دینے والے ان ملکوں کے فوجی جنرلوں اور ارکان انہوں نے پوچھا کہ تم کس غرض کے لئے آئے؟ تو انہوں نے کہا کہ "اللہ نے ہمیں اس لئے بھیجا ہے کہ ہم اس میں' دنیا کی تنگی سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی مذاہب کی ناانصافیوں سے نکال کر اسلام کے نظام نہیں کہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ تم کو بندوں کی بندگی اس وقت عقیدہ توحید کے واحد داعی اور انسانوں کی آزادی نشینوں اور فاقہ مست انسانوں نے ان تھیلیوں سے جو کے لئے عیش و تنعم کے سارے وسائل مہیا تھے' یہ وسعت میں لاتا چاہتے ہیں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان بالا نشیں انسانوں کو قابل رشک سمجھنے کے بجائے قابل رحم سمجھتے تھے۔ اس لئے کہ وہ ان کی نظر میں نفس پرستی کے اسیر' عادات اور خود ساختہ معیاروں کے غلام' اپنے سے کمتر انسانوں کے محتاج' اور ایک ایسے خوب صورت و خوش نوا پرندہ کی طرح تھے جو سونے کے پنجرہ میں قید ہو۔

ان ایشیائی و مشرقی ممالک سے جو برطانیہ کے زیر اقتدار یا زیر انتظام تھے جو ذہین و باصلاحیت نوجوان برطانوی یونیورسٹیوں سے استفادہ کے لئے جاتے تھے ان میں کم ہی لوگ خدا اعتمادی اور خود اعتمادی کے اس جوہر سے متصف ہوتے تھے' جو وہاں کے اگر اساتذہ نہیں تو ہم درجہ طلبہ اور ہم عمر ساتھیوں کو بھی اسلام کے گہرے اور سنجیدہ مطالعہ پر آمادہ کر سکیں' اور جدید تہذیب کی چمک دمک سے ان کی آنکھیں خیرہ نہ ہوں۔

اس موقعہ پر ناانصافی ہوگی اگر ہم ان چند اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کا ذکر نہ کریں جوان برطانوی جامعات اور ان کے اس نظام تعلیم کے خوشہ چیں تھے' جو ہندوستان خیال کا ذریعہ بنایا۔ اس میں اہل زبان سے داد و تحسین حاصل کی اور اس ملک کے متعدد دانشوروں اور محققین نے اس کا اعتراف کیا کہ انہوں نے ان کی معلومات میں اضافہ کیا اور ان کو فکری غذا مہیا کی۔ ان میں سے ایک رائٹ آنریبل سید امیر علی تھے جن کی کتاب (SPIRIT OF ISLAM کے متعلق مستشرق) OSBORN نے لکھا ہے:

"یہ کتاب یقیناً" داد و تحسین کی مستحق ہے' اس کا طرز بیان بتاتا ہے کہ مصنف کو انگریزی پر بھرپور قدرت ہے' کم ایسے اہل زبان ہوں گے جو مصنف کے اسلوب کا مقابلہ کر سکیں۔ یہ اسلوب کے انگریزی تعلیم یافتہ عام طور پر جتلا ہیں۔ مسلمانان ہند کو مبارک ہو کر ان میں ایسے افراد بھی ہیں' جو اس مقام پر فائز ہیں۔"

دوسری شخصیت "ڈاکٹر سر محمد اقبال" (ڈ کیٹب) کی ہے' جن کی کتاب "اسرار خودی" (SECRETS OF THE SELF) اور "رموز بے خودی" (MYSTERIES OF SELFLESSNESS) کو لندن یونیورسٹی کے نامور پروفیسر مسٹر نکلسن نے انگریزی میں ترجمہ کیا۔

دسمبر ۱۹۷۷ء میں حکومت پاکستان کے انتظام میں لاہور میں اقبال کا جو صد سالہ جشن منایا گیا اس میں بتایا گیا کہ ان کے متعلق مختلف زبانوں میں جو مختلف رسائل اور کتابیں لکھی گئیں ہیں ان کی تعداد دو ہزار سے کم نہیں جن میں ایک بڑی تعداد انگریزی کتب و رسائل کی ہے۔

اس موقعہ پر ہندوستان کے نامور لیڈر' خلافت اور تحریک آزادی کے زبردست نقیب اس کو عوامی زندگی میں داخل کرنے والے' اور میدان میں لانے والے پرجوش اور بہادر مسلمان 'انگریزی کے ایک منجھے ہوئے اہل قلم' کامیاب صحافی اور قادر الکلام مقرر مولانا محمد علی ایڈیٹر (COMRADE) کی بے اختیار یاد آتی ہے جو آپ کی اس یونیورسٹی آکسفورڈ کے فارغ تھے اور جن کے نام کے ساتھ برسوں آکسن (OXON) لکھا جاتا رہا ہے لیکن یہ چند افراد ان ہزاروں کی تعداد سے متجاوز 'ذہین باصلاحیت نوجوانوں میں (جو ہندوستان سے انگلینڈ تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے تھے' اور یہاں سے ڈگریاں لے کر آتے تھے) آٹے میں نمک کے برابر ہیں' اس "یک طرفہ کارروائی" سے دونوں ملکوں کو اسلام کی طرف وہ توجہ نہیں ہوئی جس کی توقع تھی' ایک طرف برطانیہ کو' جہاں اس کی وسیع ایشیائی نو آبادیات سے ہزاروں کی تعداد میں مسلم نوجوان تعلیم کے لئے آتے تھے' دوسری طرف فرانس کو' جہاں شمالی افریقہ کے زیر اقتدار ملکوں سے سینکڑوں نوجوان آتے تھے' اسلام کی طرف سنجیدگی اور احترام کے ساتھ توجہ کرنے کی نوبت نہیں آئی' اس لئے کہ یہ نوجوان اس جوش' خود اعتماد اور دعوتی روح سے خالی تھے' جو ساتویں صدی عیسوی کے عرب کے ناخواندہ یا کم خواندہ عربوں میں پائی جاتی تھی' حالانکہ ان کے اور روم و ایران کے ترقی یافتہ ممالک کے درمیان ترتیب و ترقی کا جتنا ہندوستان و مصر اور شمالی افریقہ کے نوجوانوں کے اور مغربی ممالک کے درمیان تھا' یہ نوجوان مغربی تہذیب و ترقی سے اپنے ہی ملکوں میں آشنا ہو چکے تھے اور ان کے ملک ساتویں صدی کے جزیرۃ العرب کے برابر پسماندہ اور پست نہیں تھے۔

اس صورت حال نے جس کی ذمہ داری فریقین پر عائد ہوتی ہے' اسلام کا اس سطح سے مطالعہ کرنے کا موقع فراہم نہیں کیا جس کا وہ مستحق تھا اور جس کی ہر حال میں اور ہر زمانہ میں ایک نوخیز ترقی پذیر اور حقیقت پسند تہذیب اور معاشرہ کو ضرورت ہوتی ہے' انیسویں صدی کے وسط میں جب سائنس اور ٹیکنالوجی نے برق رفتاری کی ساتھ اپنا سفر شروع کیا' اس کا زریں موقع تھا کہ مذہب سے (جس کا سب سے زندہ اور توانا نمائندہ اسلام تھا) علم و طاقت کے استعمال کے صحیح مقاصد اور انسانیت کی خدمت کا صحیح جذبہ لیا' ضبط نفس کی طاقت حاصل کی جاتی اور قومیت اور وطن پرستی سے بالا تر احترام انسانیت اور مساوات اقوام و ملل کا نقطہ نظر اور طریق فکر پیدا کیا جاتا' اور قوموں اور ملکوں کے درمیان طاقت کے مظاہرہ کی اس مجنونانہ ریس سے پرہیز کیا جاتا' جس سے دنیا کو اس وقت خودکشی و خود سوزی کے مقام پر کھڑا کر دیا ہے' اور جن کے ہاتھ میں دنیا کی قیادت تھی۔ ان کے کان اس صدا سے آشنا ہوتے کہ

تلک الدار الاخرۃ نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقین

وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے) ہم نے اسے ان لوگوں کے لئے (تیار) کر رکھا ہے جو زمین میں سر بلندی اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور انجام (نیک) تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔ (سورہ قصص۔ ۸۳)

اگر سائنس اور ٹیکنالوجی کے ساتھ' خوف خدا اور احترام انسانیت' اور غیر محدود طاقتور وسائل کے ساتھ صالح مقاصد' اور جذبہ مسابقت کے بجائے جذبہ تعاون پیدا ہوتا (جو صرف ایک زندہ اور حیات بخش مذہب ہی عطا کر سکتا ہے) تو آج دنیا کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا اور ان متحارب مشرقی و مغربی کیمپوں کے بجائے جن کی باہمی رقابت نے تہذیب انسانی بلکہ نسل انسانی کے فنا ہو جانے کا ہر وقت خطرہ پیدا کر دیا ہے' یہ دنیا ایک خوش اسلوب خاندان کی طرح زندگی بسر کرتی لیکن مادی علوم' سائنس اور ٹیکنالوجی اور پھر سیاست (POLTICS) کی بے قید اور آزاد ترقی نے دنیا کو اپنے ہی تجربے سے خودکشی کرنے کے خطرہ سے دوچار کر دیا ہے' اور اقبال کے بقول۔

وہ فکر گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اسی کی بیتاب بجلیوں سے خطر میں ہے اس کا آشیانہ

حضرات!

ہمیں ماننا پڑے گا کہ ہماری جدید تہذیب اور موجودہ فکری قیادت معاشرہ انسانی کی ذمہ داریاں سنبھالنے والے افراد تیار کرنے اور انسان کی سیرت سازی میں بری طرح ناکام رہی ہے' وہ سورج کی شعاعوں کو گرفتار کر سکتی ہے وہ خلا میں سفر کرنے کے لئے محفوظ و سریع السیر آلات تیار کر سکتی ہے' وہ انسان کو چاند اور سیاروں پر پہنچا سکتی ہے' وہ ذراتی طاقت سے بڑے بڑے کام لے سکتی ہے' وہ ملک سے غریبی دور کر سکتی ہے' وہ علم و ہنر کو آخری نقطہ عروج پر پہنچا سکتی ہے' وہ پوری کی پوری قوم اور ایک ملک کی آبادی کو خواندہ و تعلیم یافتہ بنا سکتی ہے' اس کی ان کامیابیوں اور فتوحات سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں' لیکن وہ صالح اور صاحب یقین افراد پیدا کرنے سے بالکل عاجز ہے' اور یہی اس کی سب سے بڑی ناکامی اور بدقسمتی ہے' اور اسی وجہ سے صدیوں کی محنتیں ضائع اور برباد ہو رہی ہیں' اور ساری دنیا مایوسی اور انتشار کا شکار ہے' اور اب اس کا سائنس اور علم پر سے بھی اعتقاد اٹھ رہا ہے' اندیشہ ہے کہ دنیا میں ایک شدید رد عمل کی تحریک اور علم و تمدن کے خلاف بغاوت کے دور کا آغاز نہ ہو جائے' فاسد افراد نے معصوم اور صالح وسائل و ذرائع کو بھی فاسد بلکہ آلہ فساد و تخریب بنا دیا ہے' فاسد اور کمزور

تختوں سے کوئی صالح اور مضبوط سفینہ تیار نہیں ہو سکتا' یہ بالکل مغالطہ اور کام خیالی ہے کہ فاسد تختے علیحدہ علیحدہ فاسد کمزور اور ناقابل اعتماد ہیں لیکن جب ان کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا جائے اور ان سے کوئی سفینہ تیار کیا جائے تو ان کی قلب ماہیت ہو جاتی ہے اور وہ صالح بن جاتے ہیں' رہزن اور چور علیحدہ علیحدہ تو رہزن اور چور ہیں لیکن جب وہ اپنی جماعت بنالیں تو وہ پاسبانوں اور ذمہ دار انسانوں کی ایک مقدس جماعت ہے؟ نئی فکری قیادت نے جو افراد دنیا کو عطا کئے ہیں وہ ایمان و یقین سے خالی' ضمیر انسانی سے عاری' حاسہ اخلاقی سے محروم' محبت و خلوص کے مفہوم سے ناآشنا' انسانیت کے شرف و احترام سے غافل ہیں۔ وہ تو لذت و عزت کے فلسفے سے واقف ہیں یا صرف قوم پرستی اور وطن دوستی کے مفہوم سے آشنا ہیں' اس نوعیت اور صلاحیت کے افراد خواہ جمہوری نظام کے سربراہ ہوں' یا اشتراکی نظام کے ذمہ دار' کبھی کوئی صالح معاشرہ' پر امن ماحول' اور خدا ترس اور پاکباز سوسائٹی قائم نہیں کر سکتے' اور ان پر خدا کی مخلوق اور انسانی کنبہ کی قسمت کے بارے میں بھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

حضرات!

ایک ایسے نازک مرحلہ میں کہ ایک ملک کی قسمت ہی نہیں' انسانیت و تہذیب زوال و فنا کے خطرہ سے دو چار ہو' معتدل و محتاط کوششوں اور متوسط سطح کے اصلاحی و تعلیمی کام کرنے والوں سے کام نہیں چل سکتا معتدل و پر سکون حالات میں ان کی افادیت سے انکار نہیں' لیکن ایک ایسے غیر معتدل حالات میں کہ انسانیت موت و حیات کے دو راہے پر جا کر کھڑی ہو گئی ہے' اعلیٰ درجہ کی اخلاقی جرات' قربانی' خطر پسندی اور مہم جوئی اور "عبقری" (GENIUS) انسانوں کی ضرورت ہے' اور انہیں لوگوں نے ہر دور میں تہذیب انسانی کو موت کے منہ سے نکال لیا ہے' آپ مجھے معاف کریں' وہ مغرب جس نے ماضی میں علوم عمرانیہ سائنس و صنعت اور سیاست و نظم حکومت میں بڑی قد آور شخصیتیں پیدا کیں' جنہوں نے اپنی کاوش و کوشش سے دنیا کا نقشہ بدل دیا اور ساری دنیا نے ان کی برتری تسلیم کرلی اور ان کی تحقیقیں اور تجربوں سے فائدہ اٹھانا ضروری سمجھا' اس مغرب کی بے فضا پر عرصہ سے جمود طاری ہے' وہاں اب تہذیب و معاشرہ انسانی کی نئی قیادت کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی کا رخ تخریب سے تعمیر کی طرف موڑنے اور ضبط نفس کی قوت پیدا کرنے معاشرہ کو بے نظمی بلکہ نبرد آزمائی سے بچانے کے لئے اور حریف طاقتوں اور متحارب کیمپوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے جن انقلابی شخصیتوں اور جس "ادائے قلندرانہ" اور "جرات پیمبرانہ" کی ضرورت ہے اس سے مغرب عرصہ سے خالی ہے' آج سے پون صدی پہلے مغربی علوم کے فاضل اور مغرب میں طویل قیام کرنے والے مفکر اقبال نے مغربی تہذیب اور ماحول کے متعلق کہا تھا

یاد ایامے کہ بودم در خمستان فرنگ
جام او روشن تر از آئینہ اسکندر است
جلوہ او بے کلیم و شعلہ او بے خلیل
عقل نا پروا' متاع عشق را غارت گر است
در ہوایش گرمئی یک آہ بے تابانہ نیست
رند ایں میخانہ را یک لغزش مستانہ نیست

(پیام مشرق ص ۲۴۸)

اقبال یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مغرب میں خدا کی معرفت کے اسباب اور اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں لیکن کوئی ایسا باتوفیق انسان نہیں' جو آسمانی تعلیمات سے فیضان و عرفان حاصل کرکے "شان کلیمی" کے ساتھ دعوت الی اللہ اور خلق کی ہدایت کا کام انجام دے' یہاں مادیت کا طوفان اور "انا احیی و امیت" (میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں) کے مدعی موجود ہیں' لیکن ابراہیم خلیل اللہ کا سچا پیرو نہیں جو اس کے ماننے سے صاف انکار کردے اور اعلان کرے کہ "ربی الذی یحیی و یمیت" (میرا پروردگار ہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے) پھر امتحان کی آگ میں بے محابا کود پڑے اور اس کو گل و گلزار بنا دے۔

یہاں کی فضا جو چمنیوں کے دھوئیں اور معاشی سرگرمی سے گرم معلوم ہوتی ہے' حقیقتاً "الیکی رخ بستہ ہے' جس میں سوز دل اور آہ بیتاب ناپید ہے' یہاں کی ذہانت دولت عشق کی دشمن اور متاع قلب کی رہزن ہے اور اس میخانہ کا رند بھی اگر سرمستی میں گرتا ہے تو پہلے سے اس کا حساب لگالیتا ہے' اور اس کے نتائج کو سوچ لیتا ہے' یہ وہ لغزش مستانہ نہیں جس نے بارہا عہد قدیم کے عقلاء و حکماء کو اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرنے اور سرمست خواب دنیا کو چونکا دینے کا کام کیا' یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اور عقل و خرد کے پہرہ کے درمیان ایک اقدام ہے' جس سے رفتار زمانہ اور فضائے میخانہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اب تہذیب انسانی اور خود مغرب (جس کا ایک معزز فرد برطانیہ بھی ہے' جو عزم و ہمت' ذہانت اور حوصلہ مندی کی ایک شاندار تاریخ رکھتا ہے) کو بچانے کے لئے ایسے ہی بے تعصب' حقیقت پسندانہ اور اس کے ساتھ مستانہ اور قلندرانہ نئی فکری' علمی و انقلابی جدوجہد کی ضرورت ہے' جو اس جان بلب تہذیب اور بر سر مرگ معاشرہ میں زندگی کی نئی روح پھونک دے اور اس کے لئے دنیا میں باقی رہنے کا جواز و استحقاق پیدا کردے' اس سلسلہ میں ملک کی دانش گاہیں' مطالعاتی و فکری مرکز' مصنفین و اہل قلم اور فکری رہنما سب سے بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں' اور میں سمجھتا ہوں کہ زیر تجویز اسلامک سینٹر جو ایک موزوں مقام اور صحیح وقت میں قائم ہو رہا ہے' اس سلسلہ کی ایک کڑی اور اس سمت سفر میں ایک سنگ میل ثابت ہوگا یہی توقع مجھے اپنی کمزوری اور شدید مصروفیت کے باوجود یہاں لائی اور اس موقر تقریب میں شرکت پر آمادہ کیا۔

آخر میں پھر آپ کا اس اعزاز و اعتماد کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ جس

باقی صفحہ ۱۲ پر

قادیانی تحریریں
اور شہادتیں

قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں

(۴۴) قادیانی مجاہد

چونکہ برادرم محمد امین خان صاحب (قادیانی) کے پاس پاسپورٹ نہ تھا اس لیے وہ روسی علاقہ میں داخل ہوتے ہی روس کے پہلے ریلوے اسٹیشن قہقہہ پر انگریزی جاسوس قرار دیے جا کر گرفتار کیے گئے۔ کپڑے اور کتابیں اور جو کچھ پاس تھا' وہ ضبط کر لیا گیا اور ایک مہینہ تک آپ کو وہاں قید رکھا گیا۔ اس کے بعد آپ کو عشق آباد کے قید خانہ میں تبدیل کیا گیا۔ وہاں سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں آپ کو براستہ سمرقند تاشقند بھیجا گیا اور وہاں دو ماہ تک قید رکھا گیا اور بار بار آپ سے بیانات لیے گئے تا یہ ثابت ہو جائے کہ آپ انگریزی حکومت کے جاسوس ہیں اور جب بیانات سے کام نہ چلا تو قسم قسم کی لالچوں اور دھمکیوں سے کام لیا گیا اور فوٹو لیے گئے تا عکس محفوظ رہے اور آئندہ گرفتاری میں آسانی ہو اور اس کے بعد کوشکی سرحد افغانستان پر لے جایا گیا اور وہاں سے ہرات افغانستان کی طرف اخراج کا حکم دیا گیا مگر چونکہ یہ مجاہد گھر سے اس امر کا عزم کر کے نکلا تھا کہ میں نے اسی علاقہ میں حق کی تبلیغ کرنی ہے اس لیے واپس آنے کو اپنے لیے موت سمجھا اور روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور بھاگ کر بخارا جا پہنچا۔ دو ماہ تک آپ وہاں آزاد رہے لیکن دو ماہ کے بعد پھر انگریزی جاسوس کے شبہ میں گرفتار کیے گئے اور تین ماہ تک نہایت سخت اور دل ہلا دینے والے مظالم آپ پر کیے گئے اور قید میں رکھا گیا اور اس کے بعد پھر روس سے نکلنے کا حکم دیا گیا اور بخارا سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں سرحد ایران کی طرف واپس بھیجا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس مجاہد کی ہمت اور اخلاص اور تقویٰ میں برکت دے۔ چونکہ ابھی اس کی پیاس نہ بجھی تھی اس لیے پھر کاکان کے ریلوے اسٹیشن سے روسی مسلم پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور پاپیادہ بخارا پہنچا۔ بخارا میں ایک ہفتہ کے بعد پھر ان کو گرفتار کیا گیا اور بدستور سابق پھر کاکان کی طرف لایا گیا اور وہاں سے سمرقند پہنچایا گیا۔ وہاں سے آپ پھر چھوٹ کر بھاگے اور بخارا پہنچے۔

(اعلان میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۱۱ نمبر ۱۲' ص ۵-۶' مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۲۳ء)

(۴۵) تبلیغ اسلام

ہمارے برادر محترم خان محمد امین صاحب جنہیں روس کے علاقہ میں حضرت امیر جماعت احمدیہ نے تبلیغ اسلام کے لیے بھیجا تھا' بغیر کسی اطلاع کے آج ۲۵ جون وارد قادیان ہوئے جنہیں اچانک اپنے اندر دیکھ کر اہل قادیان خوشی اور مسرت کے جذبات سے بھرپور ہو گئے۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۱۴' نمبر ۱۰۱' ص ۲' مورخہ ۲۸ جون ۱۹۲۷ء)

(۴۶) تبلیغ احمدیت

روسیہ میں اگرچہ تبلیغ احمدیت کے لیے گیا تھا لیکن چونکہ سلسلہ احمدیہ اور برٹش حکومت کے باہمی مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اس لیے جہاں میں اپنے سلسلہ کی تبلیغ کرتا تھا' وہاں لازماً مجھے گورنمنٹ انگریزی کی خدمت گزاری کرنی پڑتی تھی۔ کیونکہ ہمارے سلسلہ کا مرکز ہندوستان میں ہے تو ساتھ ہی ہندوستانی حکومت کے احسانات اور مذہبی آزادی کا ذکر لوگوں کے سامنے کرتا پڑتا تھا۔

(محمد امین صاحب قادیانی مبلغ کا مکتوب' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۱۰' نمبر ۲۵' ص ۶' مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۲ء)

(ک) خلاصہ

(۴۷) سیاست زہر

چونکہ ایک طرف تو سیاست ایک ایسی چیز ہے جو اور سب کچھ بھلا دیتی ہے حتیٰ کہ جان تک کی بھی ہوش نہیں رہنے دیتی اور اپنی طرف ہی کھینچتی جاتی ہے اور دوسری طرف آج کل اسلام پر جو نازک وقت آیا ہوا ہے' اس سے پہلے اس پر کبھی نہیں آیا اس لیے اس وقت اسلام کو جتنے بھی ہاتھ کام کے لیے مل جائیں اور جس قدر بھی سپاہی اسلام کی حفاظت کے لیے مہیا ہو سکیں اتنے ہی کم ہیں۔ اس لیے آج مسلمانوں کے لیے سیاست کی طرف متوجہ ہونا ایک ایسا زہر ہے' جسے کھا کر ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان' اخبار "الفضل" جلد ۵' نمبر ۸' مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۱۷ء)

(۴۸) سیاسیات سے پرہیز

احمدی مبلغ کا فرض ہے کہ وہ اس مرض سے اپنے تئیں بچائے جو سیاست کے نام سے موسوم ہے اور جس کا مریض بہ مشکل اپنی اصل صحت کی طرف عود کرتا ہے۔

اس خوفناک مرض کا نتیجہ ابتداً قانون حکومت سے اور بعد میں قانون شریعت سے سرکشی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے..... پس احمدی مبلغ اپنے امام پاک اس کے خلفائے صادق کی ہدایت کے ماتحت سیاسیات سے کلیتہً پرہیز کرے اس سے اگر ہو سکے تو محض رضائے مولیٰ کے لیے ایسے غلط خوردہ لوگوں کو وعظ کرے جو برائے نام مسلمان کہلا کر سیاسیات میں دخل دینے یا دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اور قادیان سے حقیقی تعلق رکھنے والے احمدی کا فرض ہے کہ وہ سیاسیات سے بعینہٖ اسی طرح بچے' جس طرح خدا کے مسیح نے فرمایا ہے۔ چونکہ ہم غیر مبایعین لوگوں (لاہوری جماعت) کے افعال و خیالات سے اسی طرح بری الذمہ ہیں جس

طرح ہم غیر احمدی مسلمانوں کے سیاسی گروہ کے سیاسی دستور العمل سے بے تعلق ہیں۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲' نمبر ۱۴۹' ص ۳' مورخہ ۶ جون ۱۹۱۵ء)

(۴۹) مسلم لیگ

ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے مصلح حقیقی اور دنیا کے سچے ہادی حضرت مسیح موعود و مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو حضور (مرزا صاحب) نے اس کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی تھی۔ پس کیا کوئی ایسا کام جسے خدا

(۵۲) ظل حمایت

ہمارا مذہب ہے اور ہمارے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود کی کتب میں اس کا نہایت وضاحت کے ساتھ ذکر ہے۔ نیز اس مسلک سے تمام دنیا خوب واقف ہے کہ ہم گورنمنٹ کے سچے دل سے وفادار اور خیر خواہ ہیں کیونکہ یہ گورنمنٹ ہماری خاص محسن ہے اور اس کے ہم پر اس قدر احسانات ہیں کہ جن کا شمار کرنا آسان نہیں۔ نیز ہمارے خیال میں یہ حکومت تمام دنیا کی حکومتوں سے اعلیٰ اور افضل ہے اور ہمارے نزدیک اس کی افضلیت اور برتری کی سب سے بڑی اور زبردست دلیل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے امن کے شہزادے اور اپنے بزرگ نبی حضرت مسیح موعود کو اسی سلطنت کے زیر سایہ مبعوث فرمایا تاوہ اپنے صلح و آشتی کے مشن کو دنیا کے سامنے پیش کرے اور صلح و آشتی سے دنیا کے دلوں میں حقیقی معرفت اور سچے خدا کی محبت پیدا کرکے سچ اور خدائی مذہب کی طرف دنیا کو دعوت دے۔ اگر یہ سلطنت واقعی طور پر عمدہ اور ساری دنیا کی سلطنتوں سے افضل و برتر نہ ہوتی تو یقیناً یقیناً خدا تعالیٰ اپنے اس نبی کو اس سلطنت کے حدود میں پیدا نہ کرتا بلکہ کسی اور ایسی حکومت کے زیر سایہ پیدا کرتا جو دنیا میں سب سے اعلیٰ حکومت ہوتی مگر خدا تعالیٰ کا تمام سلطنتوں کو چھوڑ کر انگریزی سلطنت کے ظل حمایت کو اپنے نبی کے لیے منتخب کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ وہ حقیقی زر جو مدتوں سے غائب تھا' اس کے لانے والے نبی کی بعثت کے لیے یہی سلطنت موزوں و مناسب تھی۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۶' نمبر ۳۸' ص ۳' مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۱۸ء)

(۵۳) قادیانی ڈھال

یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ فی الواقع گورنمنٹ برطانیہ ایک ڈھال ہے جس کے نیچے احمدی جماعت آگے ہی آگے بڑھتی جاتی ہے۔ اس ڈھال کو ذرہ ایک طرف کردو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سروں پر ہوتی ہے۔

پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکر گزار نہ ہوں۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہوگئے ہیں اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے اور اس گورنمنٹ کی ترقی کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے' مسلمانوں کے حق میں سازگار و بابرکت ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع و ضرر کی کچھ فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں جن کے نتائج نہ ان کو دنیا کا فائدہ دے سکتے ہیں' نہ دین کا۔ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کئی سال سے یہ نیشنل کانگریس کی نقل ہوتی ہے۔ اس سے مسلمانوں نے کیا کچھ حاصل کیا۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۳' نمبر ۸۷' مورخہ ۸ جنوری ۱۹۱۶ء)

(۵۰) خوشی اور مسرت

یہ خبر نہایت خوشی اور مسرت سے سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے نہایت قابل اور متقی نوجوان جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لاء امیر جماعت احمدیہ لاہور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) کے ارشاد کی تعمیل میں ضلع لاہور' امرتسر' گورداسپور اور فیروزپور کی طرف سے اسمبلی کے امیدوار کے طور پر کھڑے ہوں گے..... اس وقت تک جناب موصوف نے جس ایثار اور اخلاص سے جماعت احمدیہ کے بعض نہایت اہم مقدمات کی پیروی کی اور ان میں کامیابی حاصل کی۔ وہ ان کی قانونی قابلیت کا کافی ثبوت ہے۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۱۰' نمبر ۳۱' ص ۱' مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

(۵۱) مفاد ملحق

اس بات کا بھی خیال ہے کہ حضور سیکرٹری آف سٹیٹ کے ہندوستان میں تشریف لانے پر اس بات کو پیش کیا جاوے کہ احمدیہ جماعت اور گورنمنٹ برطانیہ کے مفاد ایک دوسرے سے ملحق ہیں اور ہوم رول کے متعلق تحریک کرنے والے اور ان کے ساتھی سب احمدیہ جماعت کے جہاد اور سلطان ترکی کی خلافت کے انکار کے باعث دشمن ہوگئے ہیں۔ لہٰذا جماعت احمدیہ کی وفاداری کا خیال رکھتے ہوئے قبل اس کے کہ بخلاف گورنمنٹ کے متعلق کوئی کارروائی کی جاوے' جماعت احمدیہ کی حفاظت کے متعلق مناسب انتظام فرمایا جاوے۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۵' نمبر ۲۵' مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۱۷ء)

ہماری ترقی۔ جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے' ہمارے لیے تبلیغ کا ایک اور میدان نکلتا آتا ہے۔ پس کسی مخالف کا اعتراض ہم کو اس گورنمنٹ کی وفاداری سے پھیر نہیں سکتا کہ نادان سے نادان انسان بھی اپنی جان کا آپ دشمن نہیں ہوتا۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۳' نمبر ۵۱' مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۵۴) نرالا تعلق

ایک بات جس کا فوراً آپ لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے' اس وقت کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے' وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے۔ ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہوگئے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقع ہے اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمے سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اس لیے شریعت اسلام حضرت مسیح موعود کے احکام کے ماتحت اور خود اپنے فوائد کی حفاظت کے لیے اس وقت جب کہ جنگ و جدل جاری ہے۔ ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریق سے گورنمنٹ کی مدد کرے۔

(اعلان میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۶' نمبر ۸' مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۸ء)

(۵۵) نیک ثمرات

ہمارے امام مسیح موعود نے جس نے اس جنگ کی پہلے سے خبر دی تھی ہم کو تعلیم دی ہے کہ ہم سرکار برطانیہ کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھیں۔ لہٰذا ہمارے وہ احمدی سپاہی جو آج سرزمین فرانس میں برطانیہ کے دشمنوں سے لڑ رہے ہیں' وہ اپنے دلوں میں اپنے پیارے امام کے ارشاد کو محفوظ رکھ کر اس یقین سے تلوار اٹھا رہے ہیں کہ مسیح موعود کے حکم کی اطاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت ہے اور اطاعت میں

انسانی ہوئی تلوار کے سایہ میں ہشت ہے۔ پس یہ جنگ اہل اسلام کے لیے انشاء اللہ مبارک اور نتیجہ خیز ہوگی اور ہماری وفاداری ضرور نیک ثمرات پیدا کرے گی۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲' نمبر ۵۷' مورخہ ۷ ۲ اکتوبر ۱۹۴۲ء)

(۵۶) تہنیت فتح کا جشن قادیان میں

(عنوان مندرجہ اخبار "الفضل" مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۴۲ء)

۲۷ ماہ نومبر ۱۹۱۸ء کو "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" کے زیر انتظام حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) گورنمنٹ برطانیہ کی شاندار اور عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک قابل یاد جشن منایا گیا۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۶' نمبر ۴۱' ص ۱' مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۵۷) نہایت فائدہ بخش

۱۳ تاریخ جس وقت جرمنی کے شرائط صلح منظور کر لینے اور التوائے جنگ کے کاغذ پر دستخط ہو جانے کی اطلاع قادیان میں پہنچی تو خوشی اور انبساط کی ایک لہر برقی سرعت کے ساتھ تمام لوگوں کے قلوب میں سرایت کر گئی اور جس نے اس خبر کو سنا' نہایت شاداں و فرحاں ہوا۔ دونوں سکولوں' انجمن ترقی اسلام اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تعطیل کر دی گئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ایک جلسہ ہوا جس میں مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح و نصرت پر دلی خوشی کا اظہار کیا اور اس فتح کو جماعت احمدیہ کے اغراض و مقاصد کے لیے نہایت فائدہ بخش بتایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے مبارک باد کے تار بھیجے گئے اور حضور نے پانسو روپیہ اظہار مسرت کے طور پر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی خدمت میں بھجوایا۔ آپ جہاں پسند فرمائیں' خرچ کریں۔ پیشتر ازیں چند روز ہوئے کہ ٹرکی اور آسٹریا کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے پانچ ہزار روپیہ جنگی اغراض کے لیے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بھجوایا تھا۔

فتح کی خوشی میں مولوی عبدالمغنی صاحب نے بحیثیت سیکرٹری "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے بلحاظ ایڈیٹر "الحکم" ہز آنر لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں مبارک باد کا تار بھیجا۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۶' نمبر ۳۷' ص ۱' ۱۹ نومبر ۱۹۱۸ء)

(۵۸) فتح کی خوشی

(عنوان مندرجہ اخبار "الفضل" مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۱۸ء)

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ جنگ جس کا ناگوار اثر دنیا کے ہر حصہ میں عذاب عظیم بن کر چھا رہا تھا اب گورنمنٹ برطانیہ کی عظیم الشان فتح کے ساتھ ختم ہوئی ہے جو کہ ہماری جماعت کے لیے کئی قسم کی خوشیوں کا موجب ہے۔ سب سے بڑی خوشی تو ہمارے لیے یہ ہے کہ حضور اقدس نے جنگ کی پیشگوئی فرما کر اپنی جماعت کو سلطنت برطانیہ کی فتح کے لیے دعا کرنے کی ہدایت فرمائی تھی اور خود بھی برطانیہ کی فتح کے لیے خاص دعا کی تھی اب اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر حضور کی قبولیت دعا کو تمام عالم پر روز روشن کی طرح چمکا دیا اور اس قدر اور ایسے نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ جن کو احمدی ہر ملک و ملت کے سامنے بہت آسانی سے بطور حجت پیش کر سکتے ہیں۔ پھر خدا کا ایک بہت بڑا فضل یہ ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ کا اقتدار و اثر اور بھی زیادہ بڑھنے سے وہ ممالک بھی

احمدیت کی تبلیغ کے لیے کھل گئے ہیں جو اب تک بالکل بند تھے جہاں بالخصوص احمدیت کی تبلیغ کی بڑی ضرورت تھی۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۶' نمبر ۳۹' ص ۵' مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۱۸ء)

(۵۹) روحانی عافیت

"اگر ایک طرف وہ لوگ جن کو اس جنگ عظیم کے نتیجہ میں سلطنت برطانیہ کا ظل حمایت نصیب ہوا ہے۔ روحانی عافیت حاصل کریں گے اور خدا کے نبی (مرزا صاحب) کا پیغام سنیں گے اور حقیقی اسلام جیسی نعمت غیر مترقبہ سے بہرہ ور ہوں گے تو دوسری طرف وہ دنیوی انعامات اور آرام و امن سے بھی حصہ وافی پائیں گے اور آگاہ ہوں گے کہ دنیا میں آرام اور آسائش کی زندگی بھی کوئی چیز ہے...... غرض گورنمنٹ برطانیہ کا فتحیاب ہونا دنیا کے ایک بڑے حصہ کے لیے بہت امن و آرام کا باعث ہوگا اور ہمارے لیے تبلیغ اسلام کا میدان بہت زیادہ صاف اور وسیع ہو جائے گا۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۶' نمبر ۳۸' ص ۳' مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۱۸ء)

(۶۰) قادیانی تلوار

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرماتے ہیں کہ وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلے میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام' ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۶' نمبر ۴۲' ص ۹' مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۶۱) چوہڑے چمار

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کی افتتاحی تقریر میں فرمایا تھا کہ

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بنیاد جو اس وقت بہت کمزور نظر آتی ہے اس پر عظیم الشان عمارت تعمیر ہوگی۔ ایسی عظیم الشان کہ ساری دنیا اس کے اندر آ جائے گی اور جو لوگ باہر رہیں گے ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی ہوگی"......

اس عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ احمدیت کا پودا جو اس وقت بالکل کمزور نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دن ایسا تناور درخت بن جائے گا کہ اقوام عالم اس کے سایہ میں آرام پائیں گی اور جماعت احمدیہ جو اس وقت بالکل معمولی اور بے حیثیت سی نظر آتی ہے۔ اس قدر اہمیت اور طاقت حاصل کرے گی کہ دنیا کے مذہب تہذیب و تمدن اور سیاست کی باگ اس کے ہاتھ میں ہوگی۔ ہر قسم کا اقتدار اسے حاصل ہوگا اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے یہ دنیا کی معزز ترین جماعت ہوگی۔ دنیا کا کثیر حصہ اس میں شامل ہو جائے گا۔ ہاں جو اپنی بدقسمتی سے علیحدہ رہیں گے وہ بالکل بے حیثیت سمجھے جائیں گے سوسائٹی کے اندر ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ دنیا کے مذہبی' تمدنی یا سیاسی دائرے کے اندر ان کی آواز ایسی ہی غیر موثر اور ناقابل التفات ہوگی جیسی کہ موجودہ زمانہ میں چوہڑے چماروں کی ہے (تو گویا قانونی حکومت کے مجوزہ دستور و آئین میں مرزا صاحب کی پیشین گوئی کے بموجب غیر قادیانیوں کی یہ حیثیت ہوگی۔..... ملخص)

باقی صفحہ ۱۳ پر

قسط نمبر۲

معرکہ لاہور و قادیان

مسٹر محمد علی ایم۔اے

"اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی معنوں میں خاتم النبیین تھے کہ آپ (اپنی مہر سے) اپنے جیسے نبی بنایا کریں گے اور اب خدا سے براہ راست نبوت کی بھی ضرورت باقی نہیں رہی۔ یہ عزت بھی آپ کو ہی دے دی گئی اور ایک گونہ خدائی اختیارات آپ کے ہاتھ میں آگئے تو پھر یہ کیا ہو گیا کہ آپ اپنے جیسا ایک بھی نبی نہ بنا سکے؟"

("النبوۃ فی الاسلام" ص ۱۴۳)

نتیجہ: مرزا آنجہانی کہتے ہیں کہ "آپ کی روحانی توجہ سے نبی بنتے ہیں' آپ کی مہر سے نبی ڈھلتے ہیں اور آپ کی قوت قدسیہ سے نبوت ملتی ہے"۔ ایم۔اے صاحب فرماتے ہیں: "چلئے مان لیا کہ قادیان میں عطائے نبوت کے خدائی اختیارات بھی آپ کو ہی دے دیئے گئے لیکن یہ تو فرمایئے کہ آپ کی قوت قدسیہ کی تاثیر سے تیرہ صدیوں میں ـــــ کتنے نبی پیدا ہوئے؟ تیرہ صدیوں تک آپ نے یہ خدائی اختیارات کیوں نہ استعمال کئے؟ آئیں بائیں شائیں کے سوا آپ کے پاس اس کا کوئی معقول جواب ہے؟ نہیں اور قطعاً نہیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

۵: مرزا غلام احمد قادیانی:

"خاتم النبیین" کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو' وہ صحیح نہیں"۔("ملفوظات" ص ۲۰۸' ج ۳)

مسٹر محمد علی ایم۔اے

"اگر غور کیا جائے تو درحقیقت یہ سارے خیالات خدا کے کلام میں قلت تدبر سے پیدا ہوئے ہیں۔ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہر دے دی گئی ہے کہ جو کام پہلے خدا کیا کرتا تھا' وہ اب آپ کے سپرد کیا جاتا ہے" یہ خود ایک لغو بات ہے"۔("النبوۃ فی الاسلام" ص ۱۴۳)

نتیجہ: مرزا آنجہانی کہتے ہیں کہ "خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو مہر دے دی گئی تاکہ آپ مہر لگا کر [illegible] کی تصدیق کیا کریں ـــــ" ایم۔اے صاحب فرماتے ہیں کہ "یہ سارے خیالات خدا کے کلام میں قلت تدبر کا نتیجہ ہیں"۔ ذرا غور تو کیجئے کہ نبوت عطا کرنا خدا کا کام ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا؟ یہ آپ کیسی مہمل اور لغو بات کہہ رہے ہیں۔

۴۔ حضرت عائشہؓ اور اجرائے نبوت:

مرزا غلام احمد قادیانی:

"کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو دوسرے الفاظ میں نبوت کہا جاتا ہے۔ دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول کہ **قولوا انہ خاتم النبیین و لا تقولوا لا نبی بعدہ** اس امر کی صراحت کرتا ہے' نبوت اگر اسلام میں موقوف ہو چکی ہے تو یقیناً جانو کہ اسلام بھی مر گیا اور پھر کوئی امتیازی نشان بھی نہیں ہے"۔

("ملفوظات" مرزا غلام احمد قادیانی' مطبوعہ ربوہ' ص ۴۳۱' ج ۱۰)

مسٹر محمد علی لاہوری

"اور ایک قول حضرت عائشہ کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں **قولوا خاتم النبیین و لا تقولوا لا نبی بعدہ** "خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں"۔ اس قدر حدیثوں کی شہادت جن میں خاتم النبیین کے معنی **لا نبی بعدی** کیے گئے ہیں' ایک بے سند قول پر پس پشت پھینکی جاتی ہیں۔ یہ غرض پرستی ہے' خدا پرستی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیس حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے رد کی جاتی ہے"۔

("بیان القرآن" مسٹر محمد لاہوری' ص ۱۵۱۹' ج ۳)

نتیجہ: مرزا آنجہانی حضرت عائشہؓ کا قول پیش کر کے کہتے ہیں کہ "نبوت اسلام میں جاری ہے"۔ مسٹر محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ "یہ قول بے سند ہے اور ایک بے سند قول کی بنیاد پر ختم نبوت کی متواتر احادیث کو رد کرنا اگر غرض پرستی نہیں تو کیا خدا پرستی ہے؟ کچھ تو شرم چاہیے۔

"مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہیں کہ "اگر نبوت اسلام میں موقوف ہو تو اسلام مردہ ہے"۔ مسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ "یہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیجئے کہ آپ نے متواتر ارشادات میں خاتم النبیین کے معنی **لا نبی بعدی** کیوں

کیے؟ مرزا صاحب! آپ ایک بے سند قول کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبہ کو پس پشت پھینک رہے ہیں کچھ تو خدا کا خوف کیجئے۔

۵۔ وحی انبیاء اور القاء شیطانی:

مرزا غلام احمد قادیانی:

"الہام رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے انکشاف کے لیے بطور استخارہ یا استخبار وغیرہ کے توجہ کرتا ہے..... تو شیطان اس وقت اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بلا توقف نکالا جاتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے **و ما ارسلنا من رسول و لا نبی اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ** (الخ) ایسا ہی انجیل میں بھی لکھا گیا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر لوگوں کے پاس آ جاتا ہے۔ دیکھو خط دوم قرنتھیاں' باب ۱۱' آیت ۱۴ اور مجموعہ توریت میں سے سلاطین اول باب بائیس' آیت انیس میں لکھا ہے کہ "ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹی نکلی اور بادشاہ کو شکست ہوئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا' نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ جس حالت میں قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے' توریت اور انجیل اس دخل کی مصداق ہیں..... الخ" ("ازالہ اوہام" ص ۶۲۸-۶۲۹)

مسٹر محمد علی لاہوری

"القی الشیطان فی امنیتہ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ نبی کی نیک آرزو کے بارے میں شیطان لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈالتا رہتا ہے نہ یہ کہ وہ نبی کی وحی میں کچھ ڈالتا رہتا ہے۔ پھر الفاظ (قرآنی) کے حصر کو دیکھو کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں بھیجا جس کے ساتھ یہ معاملہ نہ ہوا ہو تو کیا حضرت عیسیٰ کی وحی میں بھی شیطان نے القا کر دیا تھا؟ غالباً اس سوال کا جواب رسول کریم سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ سے محبت رکھنے والے مسلمان کبھی اثبات میں نہ دیں گے۔ پھر سب کو چھوڑ کر ایک بھی نبی کا ذکر قرآن شریف میں نہیں جس کی وحی میں القائے شیطان کا ذکر آیا ہو۔ پھر کیا یہ جائے تعجب نہیں کہ حصر تو یہ کیا جائے کہ کوئی نبی اور رسول ایسا ہوا ہی نہیں جس کی وحی میں شیطان نے القاء نہ کیا ہو اور ایک نبی کی بھی مثال پیش نہ کی جائے کہ اس کی وحی میں شیطان نے یوں القاء کر دیا تھا۔ پھر نتیجہ اس کا بتا دیا **و لیعلم الذین اوتوا العلم انہ الحق** تو کیا صاحب علم لوگوں کو اس کے حق ہونے کا علم نہ ہو سکتا تھا جب تک کہ شیطان وحی میں القاء نہ کرے۔ یہ کیسی بدیہی البطلان بات ہے"۔

("بیان القرآن" از مسٹر محمد علی لاہوری' ص ۱۳۰۷' ج ۲)

نتیجہ: مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ "انبیاء علیہم السلام کی وحی میں شیطان کا دخل ہو جاتا ہے اور وہ اس کے لیے قرآن کریم کی آیت کا سہارا لیتے ہیں۔ توریت میں چار سو نبیوں کی جھوٹی پیش گوئی اس کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور انجیل کو بھی اس دعویٰ کا مصداق بتاتے ہیں" لیکن مسٹر محمد علی صاحب اس دعویٰ کو بدیہی البطلان قرار دیتے ہیں۔

ورد اللہ الذین کفروا بغیظھم لم ینالوا خیرا
و کفی اللہ المومنین القتال و کان اللہ قویا عزیزا

بقیہ: اسلام کے دشمن

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲۰' نمبر ۹۰' ص ۵-۱۰' مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۳ء)

(۴) قادیانی حکومت

حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا مسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکموں کی تعمیل نہ کرے' اسے ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں سنے اور ان پر عمل کرنے پر تیار نہ ہو اسے عبرت ناک سزا دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲۳' نمبر ۲۷۹' ص ۶' مورخہ ۷ جون ۱۹۳۶ء)

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح
اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
سُنارا جیولرز
آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر: ۲۳۵۰۸۰

بقیہ: اسلام اور مغرب

اسلامی مرکز کے قیام کے مسئلہ پر غور کرنے اور اس کے وسائل سوچنے کے لئے دعوت دی گئی ہے' اور تمہیدی طور پر اس کے لئے یہ مجلس منعقد کی گئی ہے' وہ اپنا فرض خوش اسلوبی سے انجام دے' اور اس سے وہ توقعات پوری ہوں جو اس کے قائم کرنے والوں اور خیر سگالوں نے قائم کی ہیں۔

ابو القاسم مولانا رفیق دلاوری

مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی تاریخی حقائق کی زبانی

اراضی مغصوبہ کی بازیابی کے لیے حضرت "مسیح موعود" کے خلاف مقدمہ

قادیان کے الہامی صاحب کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ملہم صاحب کے والد حکیم غلام مرتضیٰ اور ان کے بھتیجوں اور دوسرے اقرباء کی کچھ زمین سکھوں نے اپنے عہد حکومت میں ضبط کر لی تھی اور یہ کہ جب پنجاب میں انگریزی حکومت قائم ہوئی تو مرزا غلام مرتضیٰ نے اس کی بازیابی کے لیے انگریزی عدالتوں میں مقدمات دائر کیے۔ مرزا غلام احمد صاحب نے جو طویل رجسٹری شدہ مکتوب مولوی محمد حسین مرحوم بٹالوی کے نام ۳ جنوری ۱۸۹۳ء کو بھیجا' اس میں لکھا تھا کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے ان مقدمات پر آٹھ ہزار روپیہ خرچ برداشت کیا۔ (مکتوبات احمدیہ' جلد ۲' ص ۳۲) لیکن ہوا بھی دیکھو کہ اس کے پانچ سال بعد کتاب البریہ میں' جو ۲۴ جنوری ۱۸۹۸ء کو شائع کی' یہ لکھ مارا کہ ان مقدمات پر میرے والد کے قریباً ستر ہزار روپے خرچ ہوئے تھے۔ (کتاب البریہ' ص ۱۵۵) اور پھر اس کے ساڑھے چار سال بعد کتاب "تریاق القلوب" میں' جو ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی' نہ آٹھ ہزار کا ذکر کیا اور نہ ستر ہزار کا۔ بلکہ اس کو ایک سنا سنایا قصہ قرار دیا۔ چنانچہ لکھا کہ "اعظم بیگ نے اپنی حیلہ سازی سے ہمارے بے دخل کرا کو' جو ملکیت قادیان کی سرکاری کاغذات کے رو سے حصہ دار تھے' مگر ملکیت سے بالکل بے تعلق تھے اور ملکیت قادیان کے ہزارہا خرچ و حرج میں کسی کام میں شریک نہیں ہوئے تھے' اٹھایا اور مقدمہ کرا کر ان کو مدد دی۔ بھائی مرزا غلام قادر کو اپنی فتح یابی کا بہت یقین تھا۔ وہ سرگرمی سے جواب دہی میں مصروف ہوئے۔ میں نے سنا ہوا تھا کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے ان دیہات پر ہزارہا روپیہ خرچ کیا تھا اور شرکاء اس میں شریک نہیں ہوئے۔ (تریاق القلوب' تقطیع کلاں' ص ۳۸) لیکن اس حقیقت کا لحاظ کرتے ہوئے کہ انگریزی عملداری کے آغاز میں غیر معمولی ارزانی کی بنا پر ایک دولی کی قریب قریب وہی قیمت اور حیثیت تھی جو آج کل روپیہ کی ہے' باسانی کیا جا سکتا ہے کہ مرزا غلام مرتضیٰ نے نہ تو ان مقدمات پر ستر ہزار روپیہ خرچ کیا اور نہ آٹھ ہزار بلکہ اگر بہت خرچ ہوا تو ممکن ہے کہ پانچ چار سو روپیہ تک خرچ ہو گیا ہو۔ لیکن جب یہ دیکھا جائے کہ الہامی صاحب کے والد مرزا غلام مرتضیٰ ایک مفلس و قلاش آدمی تھے' جیسا کہ اسی کتاب کے چوتھے باب میں اس کا ثبوت پیش کیا جا چکا ہے تو یقین ہوتا ہے کہ مرزا غلام مرتضیٰ نے نہ کوئی مقدمات لڑے تھے اور نہ کوئی حرج و خرچ برداشت کیا تھا۔ بلکہ یہ افسانہ محض ہمارے الہامی صاحب کے منحنیہ دماغ کی پیداوار ہے اور اگر بفرض محال آٹھ ہزار یا ستر ہزار روپیہ بھی اپنی مرضی سے خرچ کر ڈالا تھا تو اس کے ہرگز یہ معنی نہ تھے کہ مرزا غلام مرتضیٰ کے بھتیجوں کا اور دوسرے اقرباء کا اپنی جدی جائیداد پر کوئی حق ملکیت ہی باقی نہ رہ گیا تھا۔

مظلوموں سے مرزا اعظم بیگ کی ہمدردی

بہرحال جب مرزا غلام مرتضیٰ نے اس سرائے فانی سے کوچ کیا تو ہمارے "مسیح موعود" صاحب اور ان کے بھائی مرزا غلام قادر صاحب نے اپنے خویش و اقارب کی زمین پر قبضہ جما کر اس کو بے ڈکار ہضم کر لیا۔ چونکہ کم نصیب مظلوم سخت مفلوک الحال تھے اور انہیں عدالتوں کے گرانبار مصارف ادا کرنے اور قانونی چارہ جوئی کر کے اپنی زمین واپس لینے کی قطعاً استطاعت نہ تھی' اس لیے بیچارے خاموش رہ گئے۔ لیکن خدا بھلا کرے مرزا اعظم بیگ لاہوری سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا جنہوں نے مظلوموں کی طرف سے مقدمات دائر کیے اور "مسیح صاحب" اور ان کے بھائی کو باول ناخواستہ غصب کردہ زمین واپس دینی پڑی۔ حضرت "مسیح موعود" صاحب نے اس غصب کے جواز کی جو کہانی وضع فرمائی ہے' وہ بڑی مزیدار ہے۔ لکھتے ہیں کہ "میرے والد صاحب کے انتقال کے بعد مرزا اعظم بیگ لاہوری نے شرکائے ملکیت قادیان کی طرف سے مجھ پر اور میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر پر مقدمہ دخل ملکیت کا عدالت ضلع میں دائر کر دیا۔ اور میں بظاہر جانتا تھا کہ ان شرکاء کو ملکیت سے کچھ غرض نہیں۔ کیونکہ وہ ایک گم گشتہ چیز تھی جو سکھوں کے وقت میں نابود ہو چکی تھی اور میرے والد نے تن تنہا مقدمات کر کے اس ملکیت اور دوسرے دیہات کی بازیافت کے لیے آٹھ ہزار روپیہ کے قریب خرچ و خسارہ اٹھایا تھا۔ وہ شرکاء ایک پیسہ کے بھی شریک نہیں تھے۔ (مکتوبات احمدیہ' جلد ۲' ص ۳۲) لیکن سوال یہ ہے کہ اگر وہ ایک گم گشتہ چیز تھی اور مسیح صاحب کے عم زاد بھائیوں نے مقدمہ لڑنے میں کوئی خرچ برداشت نہیں کیا تھا تو بھی ان کے مالکانہ حقوق کیوں اور کس طرح زائل ہو سکتے تھے؟ اور اگر زائل ہو گئے تھے تو پھر عدالت عالیہ نے وہی زمین ان کو واپس کیوں دلائی؟ ہمارے "مسیح موعود" صاحب اپنی آنکھوں سے دنیا پرستی کی پٹی اتار کر اس حقیقت کو دیکھتے تو انہیں صاف نظر آتا کہ دنیائے فانی کی ناجائز کامگاریاں ان کا زیادہ دن ساتھ نہیں دے سکتی تھیں اور اگر آج دار دنیا میں کسی کو ناحق پسندی بچ بھی جائے تو عاقبت میں اس کے نتائج نہایت ہولناک ہوں گے۔

"الہامی صاحب" کی دعائیں

اس سلسلہ میں حضرت مرزا صاحب نے ایک عدد الہام بھی لکھ مارا ہے جو ان کی نظر

میں امتیازی حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ان مقدمات کے اثناء میں جب میں نے فتح کے لیے دعا کی تو یہ الہام ہوا کہ میں تیری ہر ایک دعا قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں قبول کروں گا۔ سو میں نے اس الہام کو پاکر اپنے بھائی اور تمام زن و مرد عزیزوں کو جمع کیا اور کھول کر کہہ دیا کہ شرکاء کے ساتھ مقدمہ مت کرو۔ یہ خلاف مرضی حق ہے مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور آخر ناکام ہوئے۔ اور میری طرف سے ہزارہا روپیہ کا نقصان اٹھانے کے لیے استقامت ظاہر ہوئی۔ (مکتوبات احمدیہ' جلد ۳' ص ۳۲) لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا "الہامی صاحب" کو مقدمات کے دائر ہونے اور فتح کی دعا مانگنے سے پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ اقربا کو ان کے حصہ کی زمین سے محروم رکھنا خلاف دیانت فعل ہے؟ کیا خانہ ساز مسیح صاحب نے بخاری و مسلم کی یہ متفقہ حدیث کبھی پڑھی یا سنی نہیں تھی؟

عن سعید بن زید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیمۃ من سبع ارضین۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی دبا لے' قیامت کے دن اس زمین کو سات طبق تک کھودا جائے گا' پھر اس کے گلے میں اس زمین کو طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔

الہامی صاحب کو سب کچھ معلوم تھا اور وہ حلال و حرام میں تمیز کرنے سے قاصر نہ تھے لیکن دنیوی حرص و آز نے دل و دماغ پر بے حسی کے موٹے پردے ڈال رکھے تھے اور حب دنیا "حق بہ حق دار" کے اصول پر عمل کرنے کی کسی طرح اجازت نہیں دیتی تھی۔ تاہم غنیمت ہے کہ مرزا اعظم بیگ لاہوری نے حضرت "مسیح موعود" کو اپنے زر دار کیسہ کے زور سے اتنا تو احساس کرا دیا کہ یہ چیز خلاف مرضی حق ہے اور اس پر آمادہ کر دیا کہ "مسیح موعود" صاحب ہزارہا روپیہ کا نقصان اٹھانے کے لیے استقامت ظاہر فرمائیں۔ حضرت "مسیح موعود" صاحب دوران مقدمہ میں سخت تضرع و ابتہال سے اور گڑگڑا کر بارگاہ رب العلمین میں دعائیں کرتے رہے کہ خدایا! اس مقدمہ کا فیصلہ ہمارے حق میں کرا اور اراضی مغصوبہ اس کے مالکوں کو واپس نہ دلا۔ لیکن تمام دعائیں اور التجائیں صدا بصحرا ثابت ہوئیں۔ کیونکہ اگر دنیا کا نظم و نسق نبی یا اس کے کسی بھائی بند کے ہاتھ میں ہوتا تو شاید وہ ایسی انصاف کش دعا قبول کر لیتا۔ لیکن وہ احکم الحاکمین جس کے دست قدرت میں زمین و آسمان کی بادشاہت ہے' وہ مالک الملک جو مظلوموں کا فریاد رس اور بے کسوں کا ملجاء و ماویٰ ہے' وہ کبھی ظلم کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ خدائے شدید العقاب نے نہ صرف الہامی صاحب اور ان کے بھائی کو اپنی کوشش میں نامراد رکھا بلکہ الٹا ان کو ہزارہا روپیہ کا زیربار کر دیا۔ چنانچہ خود "الہامی" صاحب لکھتے ہیں: "بعض غیر قابض جدی شرکاء نے جو قادیان کی ملکیت میں ہمارے شریک تھے' دخل یابی کا دعویٰ عدالت گورداسپور میں کیا تب میں نے دعا کی کہ وہ اپنے مقدمہ میں ناکام رہیں۔ جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا' میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔ چیف کورٹ میں مدعی کامیاب ہوگئے اور تمام عدالتوں کا خرچہ ہمارے ... پڑا۔ اور علاوہ اس کے وہ روپیہ جو پیروی مقدمہ کے لیے آپ قرضہ اٹھایا تھا' وہ بھی دینا پڑا۔ اس طرح کئی ہزار روپیہ کا نقصان ہوا اور میرے بھائی کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا۔ کیونکہ میں نے ان کو کئی مرتبہ کہا تھا کہ شرکاء نے اپنا حصہ مرزا اعظم بیگ لاہوری کے پاس بیچا ہے۔ آپ کا حق شفعہ ہے' روپیہ دے کر لے لو مگر انہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا اور وقت ہاتھ سے نکل گیا"۔

(حقیقۃ الوحی' ص ۲۳۳)

مرزائیوں سے چند سوالات

اب مرزائیوں سے یہ سوال ہے کہ اگر الہامی صاحب واقعی کوئی متقی اور خدا ترس اور پاکباز آدمی تھے تو انہوں نے مقدمہ دائر ہونے سے پہلے بلکہ اپنے باپ کے انتقال کے ساتھ ہی اپنے اقرباء کی حق رسی کیوں نہ کی؟ اور اگر مقدمہ دائر ہونے سے پہلے الہامی صاحب خواب بے حسی میں پڑے تھے اور سالہا سال حالت غفلت میں اقرباء کے حصے کی آمدنی ہضم کرتے رہے تو جس وقت اقرباء نے نالش کرنے کا نوٹس دیا تھا' اس وقت ان کا حق کیوں نہ دے دیا؟ اگر اس وقت بھی حق و ناحق میں احساس نہیں ہو سکا تو نالش ہونے کے بعد ہی ان کا حصہ کیوں نہ بانٹ دیا؟ اور اگر نالش کے بعد بھی حقوق العباد کی طرف سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق ارزانی نہیں ہوئی تھی تو پھر اس وقت ہی اہل حقوق سے انصاف کا برتاؤ کیوں نہ کیا جبکہ موعود صاحب اور ان کے بھائی دو تین ماتحت عدالتوں میں مقدمہ جیت کر اپنی کامیابی کے شادیانے بجا رہے تھے؟ غرض الہامی صاحب نے کسی وقت بھی اقرباء سے منصفانہ برتاؤ نہ کیا۔ آخر ان بیچاروں نے پچھلی عدالتوں میں ہزیمتیں اٹھانے کے بعد عدالت عالیہ میں مرافعہ دائر کیا۔ اس وقت بھی حضرت "مسیح موعود" کے جذبہ حرص و آز نے اقرباء کا حق واپس دینے کی اجازت نہ دی۔ یہاں تک کہ عدالت عالیہ کے صلیب پرست انگریز ججوں نے اراضی مغصوبہ مالکوں کو واپس دلائی۔ اور ظاہر ہے کہ اگر عدالت عالیہ مظلوم اقرباء کو زمین واپس دلا کر داد خواہی نہ کرتی تو پہلے حضرت "مسیح موعود" صاحب مدت العمر اور پھر ان کی اولاد تاقیامت اقرباء کی زمین پر قابض و متصرف رہ کر اس کی آمدنی سے اپنا تنور شکم پر کرتی رہتی۔

قادیانی کو شرف مکالمہ و مخاطبہ

اس سوال کے جواب میں مرزائی یہ عذر لنگ پیش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب اس وقت بالکل کمسن اور ابتدائی حالت میں تھے۔ اس کے علاوہ زمین پر ان کے بھائی مرزا غلام قادر کا قبضہ تھا۔ اگر یہ زمین "مسیح موعود" کے دست اختیار میں ہوتی تو مقدمات کے دائر ہونے سے پہلے ہی زمین واپس کر دیتے۔ لیکن یہ بیان سراسر مغالطہ ہے۔ کیونکہ الہامی صاحب کی عمر اس وقت چالیس سال کی تھی جو پختگی عقل کی انتہا ہے' چنانچہ ان کے منجھلے فرزند مرزا بشیر احمد' ایم۔ اے نے ان کا سال ولادت ۱۸۳۶ء لکھا ہے۔ (دیکھو سیرۃ المہدی' جلد ۲' ص ۱۵۰) اور یہ مقدمہ ۱۸۷۷ء میں دائر ہوا تھا۔ (دیکھو البشریٰ' جلد ۲' صفحہ اول) اس سے قطع نظر جس طرح اس اراضی پر ان کے بھائی کا حق ملکیت تھا' ان کا بھی تھا اور وہ بھائی کو سمجھا کر تلافی مافات کر سکتے تھے اور اگر بھائی انصاف پر مائل نہیں ہوتا تھا تو علانیہ اس کی مخالفت کر کے اپنی انصاف پسندی اور حق پژوہی کا عملی ثبوت پیش کر سکتے تھے۔ جس کی یہ صورت تھی کہ اسی عدالت کے سامنے جس میں مقدمہ پیش تھا' حاضر ہو کر یہ بیان دیتے کہ ہمارے اقرباء واقعی زمین کے حصہ دار ہیں۔ ان کا حق ان کو دلایا جائے۔ اور الہامی صاحب تو مدعی علیہ تھے اور ان پر فرض تھا کہ اس وقت تک اپنے اوپر آب و دانہ حرام کر لیتے جب تک حق داروں کی حق رسی نہ کر لیتے۔ اسلام نے تو ان لوگوں کے لیے بھی از خود گواہ بننے کا حکم دیا ہے جنہیں فریقین مقدمہ سے کوئی تعلق نہ ہو' چنانچہ حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر آدمی (از روئے شہادت) وہ ہے جو پیشتر اس کے کہ شہادت دینے کے لیے اس سے کہا جائے' وہ گواہی دینے پر آمادہ ہو اور لوگوں سے بیان کرے کہ میں اس معاملہ کا گواہ ہوں۔ (ابو داؤد) یعنی حق پرست آدمی وہ ہے جو خود بخود حاکم کے پاس جا کر گواہی دے تاکہ حق دار کا حق

شک نہ ہو اور اس قسم کی گواہی بڑا کارِ ثواب ہے اور یہ حدیث اس روایت کے خلاف نہیں کہ ایک قوم ایسی پیدا ہوگی جو شہادت کی خواہش کیے جانے سے پہلے گواہی دینے لگے گی۔ کیونکہ موخر الذکر حدیث میں جھوٹی گواہی مراد ہے' لیکن اس کے برخلاف حضرت مرزا صاحب نہ صرف چپ سادھے بیٹھے رہے بلکہ وہ اور ان کے بھائی غلام قادر صاحب سالہا سال سودی روپیہ قرض لے کر اس کوشش میں مقدمہ لڑتے رہے کہ دوسروں کے حقوق پر بدستور ناجائز قبضہ جمائے رکھیں۔ یہاں تک کہ آخرکار چیف کورٹ نے مظلوموں کی دادرسی کی اور حضرت "مسیح موعود" اور ان کے جفا پیشہ بھائی کو بعد از خرابی بسیار ہضم شدہ طعمہ اگلنا پڑا۔ حضرات یہ نہ سمجھنا کہ اس مقدمہ بازی کے وقت حضرت مرزا صاحب عوام کالانعام کے زمرہ میں داخل تھے۔ نہیں' بلکہ خدا کے فضل سے ان ایام میں بھی جیسا کہ انہوں نے خود تشریح کی ہے' ان کا مالکِ خدا ان سے ہمکلام ہوتا تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔ پھر سات سال بعد یعنی ۱۲۹۷ھ میں کتاب براہین احمدیہ تالیف ہو کر شائع ہوئی۔ (حقیقۃ الوحی' ص ۲۰۰' سطر اول) اور براہین احمدیہ کی پہلی دو جلدیں ۱۸۸۰ء میں شائع ہوئی تھیں۔ (دیکھو سیرۃ المہدی' جلد ۲' ص ۱۵۱) اس سے ثابت ہوا کہ مرزا جی ۱۸۷۳ء سے شرف ہمکلامی سے مشرف ہو رہے تھے اور یہ مقدمہ اس شرف مکالمہ و مخاطبہ کے چار سال بعد ۱۸۷۷ء میں دائر ہوا تھا۔ اقرباء کی زمین پر یہ قبضہ و تصرف ایک اور حیثیت سے بھی قابل توجہ ہے کہ مرزا جی بزعم خود مثیل مسیح تھے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت صحاح میں ہے کہ وہ حاکم عادل ہوں گے۔ لیکن ان کے خانہ ساز مثیل کی عدل گستری دیکھو کہ صلہ رحمی اور خویش پروری کی جگہ الٹا اقرباء ہی کی زمین ہتھیا لی۔ اس مثیل سے تو چیف کورٹ کے صلیب پرست جج ہی افضل و فائق رہے جنہوں نے مظلوموں کی فریاد رسی کر کے اپنی انصاف پسندی کا ثبوت دیا۔

خاندانی زوال اور اس کا مداوا

میاں بشیر احمد' ایم۔ اے (ابن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) کا بیان ہے کہ مرزا غلام مرتضیٰ اور ان کے بھائی غلام محی الدین نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی کئی فوجی خدمات انجام دی تھیں۔ اور شاید یہی وجہ تھی کہ سکھی حکومت کے خاتمہ پر دونوں بھائی قلعہ پھراواں میں قید کر دیے گئے اور انگریزوں نے خاندانی جائیداد ضبط کر کے صرف سات سو روپیہ سالانہ کی اعزازی پنشن زر نقد کی صورت میں مقرر کر دی۔ جو مرزا غلام مرتضیٰ کی وفات پر ایک سو اسی روپے (پندرہ روپے ماہوار) رہ گئی۔ اور پھر مرزا غلام قادر کی وفات پر وہ بھی بند ہو گئی۔ (سیرۃ المہدی' جلد اول' ص ۳۲۔ ۳۳) غلام قادر مرزا غلام احمد کے بڑے بھائی تھے اور غلام محی الدین' مرزا امام الدین' نظام الدین اور کمال الدین کے والد تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد (مرزا غلام مرتضیٰ) صاحب اپنی ناکامیوں کی وجہ سے اکثر مغموم اور مہموم رہتے تھے۔ انہوں نے پیروی مقدمات میں ستر ہزار روپیہ کے قریب خرچ کیا تھا جس کا انجام آخر ناکامی تھا کیونکہ ہمارے بزرگوں کے دیہات مدت سے ہمارے قبضہ سے نکل چکے تھے اور ان کا واپس آنا ایک خیال خام تھا۔ اسی نامرادی کی وجہ سے والد صاحب مرحوم ایک نہایت عمیق گرداب غم اور اضطراب میں زندگی بسر کرتے تھے۔ (کتاب البریہ' مولفہ مرزا غلام احمد صاحب' ص ۱۵۵) ان حالات کے پیش نظر مرزا غلام احمد صاحب رات دن اسی خیال میں غلطاں و پیچاں رہتے تھے کہ خاندانی زوال کا مداوا کیا ہو سکتا ہے اور ترقی و عروج کی راہیں کیونکر کھل سکتی ہیں؟ ملازمت سے وہ سیر ہو چکے تھے۔ تجارتی کے ایوان میں باریابی کی اجازت نہیں ملی تھی۔ فوج یا پولیس کی نوکری سے بھی بوجہ قلت مشاہرہ کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ تجارتی کاروبار سے بھی قاصر تھے کیونکہ اس کوچہ سے نابلد ہونے کے علاوہ سرمایہ بھی موجود نہیں تھا۔ اب لے دے کے تقدس کی دکانداری ہی ایک ایسی چیز باقی رہ گئی تھی جس کی طرف مقتضائے فطرت نے انہیں مائل کر دیا اور یہی ایک ایسا مشغلہ پیش نظر تھا جس کی زرپاشیاں حصول عز و جاہ اور عیش و عشرت کی کفیل ہو سکتی تھیں۔ اس بنا پر ذہن ہر طرف سے ہٹ کر ہر مرتبہ اسی طرف منتقل ہوتا تا کہ مقتدائے زمان بن کر اپنے دنیوی اغراض و مقاصد کی تکمیل کی جائے۔ اس خیال کا سب سے بڑا محرک یہ تھا کہ ان دنوں قادیان کے گرد و نواح میں چند بزرگ ہستیاں موجود تھیں جن کی طرف بڑا رجوع خلائق تھا۔ مثلاً قصبہ بٹالہ میں پیر سید ظہور الحسن اور پیر سید ظہور الحسین صاحبان سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشائخ موجود تھے۔ موضع رتر چھتر ضلع گورداسپور میں پیر سید امام علی شاہ صاحب نقشبندی مسند آراء تھے۔ اسی طرح موضع مسانیاں میں ایک بڑی گدی تھی۔ ان حضرات کو مرجع خلائق دیکھ دیکھ کر قادیانی صاحب کے منہ سے رال ٹپک رہی تھی کہ مشیخت اور پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا جائے لیکن پھر رہ رہ کر خیال آتا تھا کہ معلوم نہیں یہ کوشش بارآور نہ ہو اور لوگ رجوع کریں یا نہ کریں۔ اسی شش و پنج میں طبیعت نے فیصلہ کیا کہ سردست اس عزم کو عملی جامہ پہنایا جائے جس کے متعلق سیالکوٹ میں مشورے ہوتے تھے یعنی غیر اسلامی مذاہب کی تردید میں ایک جامع کتاب مرتب کر کے شائع کی جائے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی سے مشورہ

قادیانی صاحب اسی ادھیڑبن میں تھے کہ اتنے میں خبر آئی کہ ان کے بچپن کے رفیق و ہم مکتب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی لاہور سے بٹالہ آئے ہیں۔ ان کی ملاقات کا قصد کیا۔ جن ایام میں مرزا صاحب سیالکوٹ میں ملازم تھے' ان دنوں مولوی محمد حسین دہلی میں شیخ الحدیث مولانا سید نذیر حسین صاحب کی شاگردی میں اکتساب علوم کر رہے تھے اور دہلی سے فارغ التحصیل ہو کر لاہور چلے آئے تھے۔ ایک مرتبہ لاہور سے بٹالہ گئے تو مرزا صاحب نے بٹالہ آ کر ملاقات کی۔ مدت کے بچھڑے ہوئے دوست ایک دوسرے سے مل کر محظوظ ہوئے۔ دوران گفتگو میں مولوی محمد حسین بولے' کہو یار اب تو تم اچھے خاصے شیخ چلی بن گئے۔ سنا ہے کہ بالاخانہ سے بہت کم نیچے اترتے ہو۔ ہر وقت اوراد و وظائف اور کتب بینی کا مشغلہ ہے۔ بھائی صاحب! مشغلہ تو خوب ہے' میں آپ کے حالات سن سن کر بہت خوش ہوا کرتا تھا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ جب سیالکوٹ میں سلسلہ ملازمت ترک کیا تو ایک سال کا طویل عرصہ قانون یاد کرنے میں کھو دیا اور عمر عزیز کا ناحق برباد کیا اور پھر یاس و حرمان کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا لیکن نہیں نہیں۔ قانون تو میں نے ملازمت ہی کے زمانہ میں رخصت لے کر یاد کیا تھا۔ ملازمت سے علیحدہ ہونے کے بعد کچھ عرصہ مقدمات کی پیروی میں مشغول رہا۔ مدت سے آپ کی ملاقات کا اشتیاق تھا۔ جب سنا کہ آپ بٹالہ آئے ہیں تو جی چاہتا تھا کہ پر لگا کر بٹالہ جاؤں اور آپ سے ملوں۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ "میری آنکھیں بھی ہر وقت آپ کو ڈھونڈ رہی تھیں اور دل ملاقات کے لیے بے قرار تھا"۔ مرزا صاحب نے کہا کہ "اب میری بھی خواہش ہے کہ قادیان کو چھوڑ کر کسی شہر میں قیام کروں"۔ مولوی صاحب نے کہا "میری رائے میں بھی یہی قرین مصلحت ہے۔ جب اور جہاں کا قصد ہو مجھے اطلاع دینا۔ اگر لاہور کا قیام پسند ہو تو وہاں میں ہر طرح سے آپ کی مدد کر سکتا ہوں"۔ مرزا صاحب نے کہا بہت دنوں سے میرا ارادہ ہے کہ غیر مسلم ادیان کے رد میں ایک کتاب لکھوں۔ مولوی محمد حسین نے کہا ہاں یہ بہت مبارک خیال ہے لیکن

اس راہ میں ایک بڑی دقت یہ حائل ہے کہ غیر معروف مصنف کی کتاب بہت مشکل سے فروخت ہوتی ہے۔ قادیانی صاحب بولے کہ حصول شہرت تو کوئی مشکل کام نہیں' اصل مشکل یہ ہے کہ تالیف و اشاعت کا کام سرمایہ کا محتاج ہے اور اپنے پاس روپیہ نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ کام شروع کر کے اپنے اس عزم کو مشتہر کیجئے۔ میں بھی کوشش کروں گا اور اپنے احباب کو بھی سعی بلیغ کی تاکید کروں گا۔ حق تعالیٰ مسبب الاسباب ہے لیکن یہ کام قادیان میں نہیں ہو سکتا' اس لیے مناسب ہے کہ آپ لاہور یا امرتسر چلے چلئے۔ (چودھویں صدی کا مسیح' ص ۴۲۔ ۴۳)

رجوعات و فتوحات کی دعا کرانے کے لیے امرتسر کا سفر

مولوی محمد حسین بٹالوی کی ملاقات کے چند روز بعد مرزا صاحب امرتسر گئے اور مولوی عبداللہ مرحوم غزنوی سے ملاقات کی۔ یہ ایک مشہور صوفی المشرب عالم تھے۔ مولوی صاحب نے ان سے فرمایا' تم مسافر معلوم ہوتے ہو۔ مرزا صاحب نے کہا' ہاں آپ کا خیال درست ہے۔ مولوی صاحب نے پوچھا کیا نام ہے اور کہاں کے رہنے والے ہو؟ کہا ضلع گورداسپور میں قادیان نامی ایک گاؤں ہے' وہاں کا رہنے والا ہوں۔ مولوی صاحب نے دریافت فرمایا' یہاں کس طرح آنا ہوا؟ مرزا صاحب نے کہا میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ قادیان کے رئیس ہیں۔ میں پہلے سیالکوٹ کی کچہری میں نوکر تھا۔ قلیل تنخواہ میں بسر اوقات نہ ہوتی تھی' اس لیے تیاری کر کے مختاری کا امتحان دیا لیکن ناکام رہا۔ مولوی صاحب نے پوچھا اب کیا منشا ہے؟ مرزا صاحب نے کہا اب نوکری وغیرہ کا تو قصد نہیں' محض توکل پر گزارہ کرنا چاہتا ہوں۔ رجوعات اور فتوحات کی دعا کا خواستگار ہوں۔ آپ دعا فرما دیجئے۔ مولوی صاحب نے کہا تم گھر کے رئیس ہو' خدا کا تم پر فضل ہے' اگر نیک نیتی سے کام لو تو خدائے برتر اسی میں برکت دے گا۔ مرزا صاحب نے کہا میرا قصد ہے کہ مخالفین اسلام کے رد و ابطال میں کتابیں لکھوں۔ اثبات حقیقت اسلام و کتاب اللہ و سنت خیر الانام لکھ کر شائع کروں اور بقیۃ العمر اسی شغل میں بسر کروں۔ مولوی صاحب نے فرمایا' جزاک اللہ! نہایت مبارک عزم ہے۔ حق تعالیٰ حسن نیت کی توفیق بخشے اور برکت دے۔ آپ کو کیا مشکل ہے۔ عنایت ایزدی سے صاحب اقتدار ہو اور جب تصنیف و اشاعت کا کام چل پڑے گا تو تم پر کچھ بار بھی نہیں رہے گا۔ مرزا صاحب نے کہا یہ ارشاد تو بجا ہے لیکن ابتداء میں اس کام کے لیے روپیہ کی اشد ضرورت ہے اور روپیہ کا انتظام سخت دشوار نظر آتا ہے۔ جائیداد پر بھی روپیہ نہیں مل سکتا کیونکہ وہ پہلے ہی رہن و مکفول ہے۔ اگر خدانخواستہ آج والد کی آنکھیں بند ہو جائیں تو شاید ساری جائیداد فروخت ہونے پر بھی بار قرض سے سبکدوش نہ ہو سکیں گے۔

اتنے میں شام ہو گئی۔ نماز مغرب پڑھی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد کھانا آ گیا۔ سب نے مل کر تناول فرمایا۔ نماز عشاء کے بعد مولوی عبداللہ صاحب گھر تشریف لے گئے اور مرزا صاحب کے لیے بستر بھجوا دیا۔ مولوی صاحب کی عادت تھی کہ صبح کی نماز کے بعد مختصر سا وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اس دن مولوی صاحب نے دوران وعظ میں فرمایا کہ جو شخص تقویٰ اختیار کرے اس کے لیے خداوند عالم تنگی سے کشائش کی راہیں کھول دیتا ہے اور اسے ایسی ایسی جگہوں سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اسے وہم و گمان نہیں ہوتا اور جس شخص کو صبر' توکل اور تقویٰ کی نعمت حاصل ہو جائے' وہ کبھی کسی کا محتاج نہیں رہ سکتا اور اس کے سارے کام از خود سدھرتے رہتے ہیں۔ جو کوئی دنیا کا طالب ہو اسے صرف دنیا ہی ملتی ہے اور جو آخرت کا طلبگار ہو اسے آخرت بھی ملتی ہے اور دنیا میں بھی برکت رہتا ہے۔ اس کے بعد مرزا صاحب کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ عزیز من! تقویٰ اللہ اختیار کرو اور توکل علی اللہ سے اعانت چاہو۔ فتوحات اور رجوعات کے لیے اس سے بہتر کوئی عمل اور وظیفہ نہیں ہے۔ ع

چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی اور مرزا صاحب قادیان آ کر لاہور کی تیاریاں کرنے لگے۔ (چودھویں صدی کا مسیح' ص ۴۸۔ ۵۳)

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی

فون نمبر ۲۳۵۸۰۳۱

مؤلف کے قلم سے
مرحلہ وار تعارف

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

ایک مختصر رسالہ سے ۱۱۶۴ صفحات کی ضخیم تالیف کیسے وجود میں آئی

گوناگوں اسباب کی بدولت اس دوران میں جو آثار نمودار ہوئے' وہ بھی قابل توجہ ہیں۔ ان کا ایک سادہ خاکہ خود قادیانی صاحبان کے بیان سے ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

خود مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں اور ان کے بعد قادیانی صاحبان نے اپنی تحریر و تقریر میں ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ سرکار انگریزی اور قادیانی تحریک میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے ممد و معاون ہیں۔ چنانچہ سیاسیات کی فصل ان مضامین سے لبریز ہے۔ لیکن نہ معلوم کیا صورتیں پیش آئیں کہ قادیانی صاحبان نے بے اعتنائی سے لے کر مظالم تک سرکار انگریزی کے خلاف شکایات شائع کرنی شروع کر دیں۔ اس کا بھی کافی مواد سیاسیات کی فصل میں شریک ہے۔ قادیانی جذبات کے چند نمونے ذیل میں ملاحظہ ہوں:

"پہلے لوگ سمجھتے تھے کہ گورنمنٹ احمدیوں کے ساتھ ہے۔ اس خیال کی وجہ سے کئی لوگ ہم پر ظلم کرنے سے رکے ہوئے تھے اور یہ صورت حالات اتنی واضح تھی کہ حکومت پنجاب کے ایک نہایت ہی اعلیٰ درجے کے افسر نے چودھری ظفر اللہ خان صاحب سے جب کہ وہ ابھی حکومت ہند میں نہیں گئے تھے' کہا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ حکومت آپ کی حمایت یا کسی قسم کی رعایت کرنے کے لیے تیار نہیں تو آپ کو اس سے کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے"۔

(میاں محمود صاحب' خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان نمبر۲۱' جلد ۲۳' ص ۷' مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء)

"دوسری بات جو پہلے نہ تھی' وہ حکام وقت کا موجودہ رویہ ہے۔ پہلے ہمارے دشمنوں کو کبھی کبھی سرکاری افسران کی طرف سے چشم نمائی بھی ہو جاتی تھی اور اس طرح وہ اپنی شرارتوں میں نہ حد سے گزرتے اور نہ شرارتوں کا سلسلہ کسی نظام میں زیادہ عرصے تک قائم رہ سکتا تھا لیکن اب مخالفت کی تنظیم سے گورنمنٹ بھی دب گئی ہے"۔

(ضمیمہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲۳' نمبر۶۹' مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۳۵ء)

"گورنمنٹ نے ایک خفیہ سرکلر جاری کیا کہ جو قریباً تمام ضلعوں کے ڈپٹی کمشنروں کے نام بھیجا گیا کہ جماعت احمدیہ کی حالت گورنمنٹ کی نگاہ میں مشتبہ ہے۔ اس لیے اس کے افراد کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ سرکلر تمام ضلعوں کے ڈپٹی کمشنروں کو یا اکثر اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو بھیجا گیا۔ کیونکہ متفرق جگہوں سے اس سرکلر کی تصدیق ہوئی ہے۔ میں نام نہیں لے سکتا لیکن ایک جگہ سے تو اس سرکلر کے الفاظ تک ہمیں معلوم ہو گئے تھے۔ اب اگر گورنمنٹ کے بعض افسروں کے خیال میں بھی تبدیلی ہو گئی ہے تو چونکہ حکومت کی طرف سے ایک سرکلر جاری ہو چکا ہے' اس لیے بالعموم افسر اس سرکلر کا خیال رکھیں گے اور ملازمتوں اور ٹھیکوں وغیرہ میں ہماری جماعت کے افراد کے حقوق کو پامال کیا جائے گا۔ چنانچہ بعض جگہ ایسا ہوا بھی کہ بعض احمدی جو اچھے قابل تھے' ان کے حقوق کو افسران بالا کی طرف سے نظر انداز کر دیا گیا۔ جو پہلے حالات کے لحاظ سے ناممکن تھا"۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲۳' نمبر۱۴۵' ص ۵' مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۵ء)

"اسی طرح مجھے شملہ سے ایک خط آیا ہے کہ ہماری جماعت کے ایک معزز رکن' ایک ذمہ دار انگریز افسر سے ملنے گئے۔ اس افسر نے کہا آئیے' کیسے آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے دوست ہیں' اس لیے ملنے آ گیا۔ اس افسر نے کہا یہ صحیح ہے میں آپ کا دوست تھا مگر معلوم نہیں کہ آئندہ بھی ایسا رہ سکوں گا یا نہیں...... اسی طرح انگلستان سے خطوط آئے ہیں۔ ان میں ایسی رپورٹوں کا ذکر ہے' جن میں بلاوجہ ہم پر الزام تراشے گئے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان کا خطبہ' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲۳' نمبر۶۹' ص ۵' مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

"اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ بات کھول دی کہ کسی انسان پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے اور یہ کہ جن کی جانیں بچانے کے لیے ہم اپنی جانیں پچاس سال تک قربان کرتے رہے' جن کی عزتیں بچانے کے لیے ہم پچاس سال تک اپنی عزتیں قربان کرتے رہے' ان پر بھی ہمارا اعتماد کرنا سخت غلطی ہے...... ہمیں یہ جو اطمینان تھا کہ پرامن حکومت ہے اور شریف لوگوں کی حکومت ہے' گو ہمارا یہ خیال صحیح تھا اور میں اب بھی یہی سمجھتا ہوں کہ صحیح ہے مگر پھر بھی ہمارا یہ اطمینان صحیح نہ تھا"۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان جلد ۲۲' نمبر۱۸۸' ص ۳-۵' مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۵ء)

وہ جن کو ادعا تھا اپنے عدل اور انصاف کا
ہوا ہے راز فاش ان کی لاف اور گزاف کا

وہ جن کے لیے تم نے اپنے خون بھی بہا دیے
اور جن کی تقویت کے لیے مال و زر لٹا دیے
وہ آج اپنے دشمنوں کا آپ رازدار ہے
خلاف فعل اس کا ہر اک قول اور قرار ہے

(ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے گجراتی قادیانی کی نظم' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲۳' نمبر۱' ص ۲' مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۵ء)

"روم کی حکومت نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا۔ مگر وہ مسیحیت کو نہ مٹا سکی۔ اسی طرح انگریز مجھے سولی پر لٹکا سکتے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک کو لٹکا سکتے ہیں۔ ہم کو قید کر سکتے ہیں مگر انگریزوں اور دنیا کی دوسری سب حکومتوں سے بھی یہ ممکن نہیں کہ احمدیت کو مٹا سکیں"۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں کا خطبہ جمعہ' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان جلد ۲۲' نمبر۱۸۸' ص ۶' ۱۳ جون ۱۹۳۵ء)

قادیانی تحریک کے منصوبے اور مقاصد واضح ہوئے تو ملک میں بالعموم اور مسلمانوں میں بالخصوص بے چینی پیدا ہوئی کہ اس کو نظر انداز کرنا خالی از خطر نہیں ہے اور انسداد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ خود میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں نے اس بیداری کا اچھا نقشہ کھینچا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے ماتحت اور جماعت احمدیہ کے مخلصین کے اخلاص کو اور بھی زیادہ ظاہر کرنے کے ارادے سے نئے نئے لوگوں کو ہمارے مخالفوں کی صف میں لاکھڑا کر رہا ہے۔ پہلے احراری اٹھے اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ ایک منظم صورت میں جماعت احمدیہ کو کچلنا چاہتے ہیں۔ پھر امراء ان کی جماعت میں شامل ہوگئے اور ذاتی رسوخ اور ذاتی فوائد کے حصول کے لیے اور بعض افراد نے ذاتی بغض و عناد نکالنے کے لیے انہوں نے احرار کی مدد کرنی شروع کر دی۔ پھر پیروں' گدی نشینوں اور اخبار نویسوں کی ایک جماعت ان کے اندر شامل ہوگئی۔ انہوں نے اس جنگ کو اخباروں اور تقریروں کے ذریعہ سے ملک کے ایسے گوشوں اور کونوں میں پہنچانا شروع کر دیا' جہاں تک اس کا پہنچنا پہلے محال نظر آتا تھا۔ اس جوش و خروش کو دیکھ کر وہ منافقین کی جماعت جو ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ اسی طرح لگی رہی ہے' جیسے گھیتوں میں چوہے' اس نے بھی اپنا سر نکالا اور خیال کیا کہ اوہو! آج خوب موقع ہے۔ آؤ ہم بھی انہیں بتائیں کہ ہم کچھ بہادری کر سکتے ہیں۔ پس وہ منافق بھی چوہوں کی طرح ادھر ادھر بل کھودنے لگ گئے اور سر نکال کر اپنے وجود کا ثبوت دینے لگے۔

جمعیت العلماء اس وقت تک خاموش تھی۔ کیونکہ اس کے لیڈروں کو احراریوں کے سرکردہ لوگوں سے بغض و عناد ہے مگر جب اس نے دیکھا کہ یہ مسئلہ خاص طور پر اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے اور مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد کی توجہ اس طرف ہے تو اس نے خیال کیا ایسا نہ ہو جماعت احمدیہ کے کچلنے کا سہرا احراریوں کے سر رہے۔ پس اس نے بھی اعلان کر دیا کہ مسلمانان عالم کے سامنے اس وقت سب سے بڑا فتنہ جماعت احمدیہ کا ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کا استیصال کریں۔ جب اس زور شور سے اخبار نے جماعت احمدیہ کا مقابلہ ہوتے دیکھا تو ان میں سے آریہ سماج کے اخبار بھلا کہاں خاموش رہ سکتے تھے۔ وہ بھی اٹھے اور ہماری جماعت کی مخالفت میں لگ گئے۔ قادیان کے آریہ اور سکھ بھی ان میں شامل ہوگئے......

ہندوستان کے سیاسی لیڈر ابھی تک خاموش تھے بلکہ کہنا چاہیے کہ ان کا معتدبہ حصہ یہ کہہ رہا تھا کہ ہمیں فتنہ و فساد اور آپس کے تفرقہ سے بچنا چاہیے۔ اسی طرح اعلیٰ عہدہ دار خاموش تھے یا کم از کم ظاہر میں خاموش تھے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ یہ طوفان مخالفت فرو ہونے میں نہیں آتا اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے تو انہوں نے کہا ہم پیچھے کیوں رہیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ سر مرزا ظفر علی صاحب نے ایک بیان شائع کر دیا۔ پھر ڈاکٹر سر اقبال کو خیال آگیا کہ میں کیوں پیچھے رہوں اور اب آخر میں علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب جو ہمیشہ ان باتوں سے الگ رہتے تھے' بول پڑے اور سمجھا کہ اسلامیہ کالج کا پرنسپل ایسی باتوں میں کیوں دخل نہ دے اور کس لیے جماعت احمدیہ کے خلاف اپنی رائے کا اظہار نہ کرے۔ پھر اس موقعہ سے عیسائیوں نے بھی فائدہ اٹھایا اور وہ بھی ہمارے مخالفین کی صف میں شامل ہوگئے۔ غرض ہر قوم نے آج چاہا کہ ہمیں کچل دے۔ ایک طرف دنیا کی تمام طاقتیں جمع ہیں' احراری بھی ہیں' پیرزادے بھی' جمعیت العلماء بھی ہے' اہل حدیث بھی ہیں' دیوبندی بھی ہیں' قادیاں کے منافق بھی ہیں اور قادیان کے بعض آریہ اور سکھ بھی ہیں۔ پھر آریہ اخبارات بھی ہیں' پادری بھی ان کے ہم نوا ہیں۔ شاعر اور فلاسفر بھی ان کے ساتھ ہیں۔ سیاست دان بھی ان کے ساتھ ہیں۔ عہدہ دار بھی ان کے ساتھ ہیں اور حکومت بھی اپنا زور ان کی تائید میں خرچ کر رہی ہے۔ گویا دنیا اپنی تمام طاقتیں احمدیت کے کچلنے پر صرف کرنے کے لیے آمادہ ہو رہی ہے.....

ہمارے خیر خواہ مسلمانوں میں سے بعض اور دوسری قوموں میں سے کئی دفعہ کہلوا چکے ہیں کہ ان شدید مخالفت کے ایام میں' میں خاموش رہوں مگر مجھے مداہنت کی ضرورت نہیں۔ میں تمام مخالفوں اور ان کے ہمنواؤں کو حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ ہی میں کہتا ہوں تم سارے مل جاؤ اور اپنی تمام تدابیر احمدیت کو کچلنے کے لیے تیار کرو۔ قادیان کے ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لو جو کھلم کھلا تمہاری تائید کر رہے ہیں اور ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لو جو نمازیں پڑھتے' روزے رکھتے اور جماعت کے دیگر کاموں میں حصہ لیتے ہیں مگر اپنی پرائیوٹ مجلسوں میں (قادیانی) سلسلے کے نظام پر ہنسی اڑاتے اور اس کی تحقیر و تذلیل کرتے ہیں۔ تم سارے مل جاؤ اور دن رات منصوبے کرو اور اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچا دو اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لیے تل جاؤ۔ پھر بھی یاد رکھو! تم سب کے سب ذلیل و رسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے"۔

(میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ' مندرجہ اخبار "الفضل"
قادیان' جلد ۲۲' ص ۳ - ۴ - ۵' نمبر ۲۷۱' مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء)

خود قادیانی جماعت کے خوددار لوگ قادیانی استبداد سے بیزار ہو چلے تو خلیفہ صاحب نے منافقوں کے نام سے ان پر بھی خوب لے دے کی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں کے بعض منافق بھی تیس مار خاں بننے لگے ہیں۔ کچھ تو علی الاعلان ایسی باتیں کرتے اور کچھ یہ طاقت تو نہیں رکھتے' اس لیے علیحدہ علیحدہ آپس میں باتیں کرتے رہتے ہیں کہ ہم سے کسی کو جماعت سے نکالیں تو سہی' ہم ایک جماعت ہیں...... منافق دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو روپیہ یا عزت کی خاطر افسروں کو جا کر غلط باتیں بتاتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو احرار سے ملتے ہیں۔ یہ بے غیرت اور بے شرم کہلاتے تو احمدی ہیں مگر ملتے ان لوگوں سے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دینا کوئی بات ہی نہیں اور میری مخالفت کے لیے وہ اسے برداشت کرنے کو تیار ہیں..... مجھے ایسے لوگوں کے نام بھی معلوم ہیں لیکن جیسا کہ میرا اصول ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کو اصلاح کا کافی موقع دیا جائے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب تک شہادت شرعی موجود نہ ہو' میں شرعی سزا نہیں دیا کرتا"۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ' مندرجہ اخبار "الفضل"
قادیان' جلد ۲۲' ص ۹' نمبر ۱۸۸' مورخہ ۱۴ جون ۱۹۳۵ء)

بالآخر خلیفہ صاحب قادیان نے حکومت کو' مسلمانوں کو اور خود اپنے نام نہاد منافقوں کو کھلا چیلنج دے دیا جو اعلان جنگ سے کم نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:

"حکومت سے کہہ دو کہ ہم خیر خواہ اور امن پسند ضرور ہیں مگر یہ بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ سلسلہ کی عزت کو کم کیا جائے۔ ادب سے لیکن کھول کر حکومت کو یہ سنا دو کہ ہم سے یہ امید نہ رکھی جائے کہ ہم سلسلہ کی بے عزتی حکام کے ہاتھوں ہوتی دیکھیں اور پھر بھی جی ہاں' جی ہاں کہتے ہوئے سر جھکائے رکھیں۔ ہم سے یہ کبھی نہ ہو سکے گا۔

مسلمانوں سے کہہ دو کہ تمہارے لیے ہم ہمیشہ قربانی کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے لیکن یہ کبھی نہ ہو گا کہ احمدیت میں اس وجہ سے کوئی کمزوری آنے دیں۔ جس دن تم احمدیت کے خلاف تلوار اٹھاؤ گے' اس دن بس دو ہی صورتیں ہمیں مطمئن کر سکیں گی۔ یا تو یہ کہ تم ایمان لے آؤ اور پھر یہ کہ پیٹھ دکھا کر بھاگ جاؤ۔

منافقوں کو اچھی طرح سن لینا چاہیے کہ ان کے بارے میں ہم کوئی نرمی یا کمزوری اختیار نہیں کریں گے۔ ان کا ہم سنگ دل انسان کی طرح مقابلہ کریں گے اور ان کی تباہی ہمارے لیے عید کا دن ہو گا"۔

(میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ' مندرجہ اخبار "الفضل"
قادیان' جلد ۲۲' نمبر ۱۸۸' ص ۱۰' مورخہ ۱۴ جون ۱۹۳۵ء)

لیکن سب سے زیادہ قادیانی صاحبان جمعیۃ احرار سے ناراض ہیں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب نے ان کو بھی چیلنج دیا۔ پیش گوئی کے اسباب تو جلد ظاہر ہو گئے لیکن پیشگوئی کا مقصد حاصل نہ ہو سکا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"آج ہمیں احرار سے بھی یہ کہہ دینا چاہیے کہ ہم نرم طبائع رکھتے ہیں۔ فسادی نہیں ہیں لیکن تمہاری ایک ایک قربانی کے مقابلہ میں ہم دس دس پیش کر کے بھی خوش نہیں ہوں گے۔ ہم اس وقت تک آرام کا سانس نہیں لیں گے جب تک کہ تم لوگ یا تو توبہ نہ کر لو اور یا پھر تمہارے نظام کو ہم دنیا سے فنا نہ کر دیں اور تمہارے پارٹی کو توڑ نہ دیں۔ ہماری آرام کی اب دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم مومن بن جاؤ اور دوسری یہ کہ تم پراگندہ ہو جاؤ"۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ' مندرجہ اخبار "الفضل"
قادیان' ص ۱۰' مورخہ ۱۴ جون ۱۹۳۵ء)

"ابھی چند دن ہوئے میں نے اسی منبر پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ زمین احرار کے پاؤں تلے سے نکل جا رہی ہے اور میں ان کی شکست ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ اب دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ زمین ان کے پاؤں سے نکل گئی"۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان' مندرجہ اخبار "الفضل"
قادیان' جلد ۲۳' ص ۱۰' نمبر ۵۵' مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

"ہماری جماعت کے لیے بے شک پچھلے ایام میں ایسا طویل ابتلا آیا ہے کہ بہت سے لوگ یہ خیال کرنے لگ گئے تھے کہ نہ معلوم خدا تعالیٰ کی مدد کب آئے گی اور عام طور پر کہا جانے لگا تھا کہ اس حملے کا سلسلہ بہت لمبا ہو گیا ہے مگر کسی کو کیا معلوم تھا--- (البتہ میاں محمود احمد صاحب کو شاید معلوم تھا جب کہ انہوں نے کچھ دنوں پیش گوئی کی تھی کہ زمین احرار کے پاؤں تلے سے نکل جا رہی ہے (مؤلف) کہ خدا تعالیٰ نے اس فتنہ کا علاج امرتسر میں گوردوارے پربندھک کمیٹی کے پاس رکھا ہوا ہے جو مسجد شہید گنج کے انہدام کے سلسلہ میں ظاہر ہو گیا اور جس نے مسلمانوں پر ثابت کر دیا کہ احرار جو ہماری مخالفت خدمت اسلام کے نام سے کر رہے تھے' وہ جھوٹے تھے۔ اسلام کے لیے قربانی کرنا ان کا طریق نہیں۔ وہ تو اپنی ذاتی بڑائی کے لیے کام کرتے ہیں اور جب ذاتی بڑائی حاصل نہ ہوئی ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے گھر کے لیے بھی قربانی کرنے کے لیے تیار نہیں۔ (لاہور میں سکھوں نے جو شہید گنج کی مسجد شہید کی تو قادیانی صاحبان متوقع اور منتظر تھے کہ احرار کٹ مریں گے اور قصہ پاک ہو جائے گا لیکن احرار نے آئینی اور قانونی تدابیر کو مقدم سمجھا اور بعد کو عام اکابر کی بھی یہی رائے قرار پائی۔ اس لیے قادیانی صاحبان کو مایوسی ہوئی (مؤلف)

(میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان کی تقریر' مندرجہ اخبار "الفضل"
قادیان' جلد ۲۳' نمبر ۹۴' ص ۶' مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

باقی آئندہ

مرکزی صدر شبان ختم نبوت سرگودھا

رانا محمد یونس کی شہادت

وہ سب چل بسے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی

سرگودھا (پ ر) موت ایک ایسی اٹل اور ناقابل انکار حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار ہے نہ مفر۔ یہاں ہر آنے والے کو اس گھاٹی سے گزرنا ہے۔ آسانی کے ساتھ یا تنگی کے راستے۔ اللہ تعالیٰ نے موت وحیات کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا"۔ اللہ نے موت وحیات کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے۔ تاکہ ہر انسان کو پرکھ لے کہ کون نیک اعمال کرتا ہے۔ اسی اصول کو مد نظر رکھ کر ہم پر امید ہو سکتے ہیں کہ رانا محمد یونس نے موت کو نہ صرف قبول کیا بلکہ کلمہ توحید پڑھتے ہوئے خیر مقدم کیا۔ شبان ختم نبوۃ نوجوانوں کی ایسی تنظیم ہے۔ جس کی بنیاد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ نے ۱۹۸۳ء میں رکھی۔ اور سب سے پہلی شاخ اس کی ضلع سرگودھا میں قائم کی گئی اس کے بعد اس کی شاخیں باقی ملک میں بھی قائم ہوتی گئیں۔ اور آخر کار حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ جیسے جید عالم اور سرجن قادیانیت مولانا اللہ وسایا صاحب جیسے مجاہد حضرات نے اس کی ترتیب اور ترویج میں دلچسپی لے کر اس کو مزید کام کرنے کے لائق بنایا۔ رانا محمد یونس صاحب قیام شبان ختم نبوت سے اس کے رکن اور گزشتہ ڈیڑھ سال سے ضلع سرگودھا میں اس کے صدر تھے۔ ضلع سرگودھا انگریز کے ٹوڈیوں کا مسکن رہا ہے۔ اور قادیانیوں سے بڑھ کر انگریزوں کی کاسہ لیس شاید ہی کسی نے کی ہو۔ ملکہ برطانیہ کا پروردہ ٹولہ سرگودھا کے مضافات میں اچھا خاصا سرگرم عمل تھا۔ قادیانی اپنی مشہور چالوں اور حربوں سے ہمیشہ ہر چک میں مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر تماشہ دیکھتے رہے۔ رانا صاحب مرحوم نے ان تمام شکوک میں جہاں قادیانی آباد ہیں نوجوان کو منظم کیا۔ اور شبان ختم نبوۃ کے یونٹ قائم کئے۔ اس وقت اطراف سرگودھا میں ۴۰ سے زیادہ پوائنٹس ہیں۔ جن میں کم و بیش تین صد نوجوان سے کفن باندھے محبت مصطفیٰ ﷺ میں سرشار عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور تعاقب قادیانیت میں ہمہ تن مصروف ہے۔ حاجی محمد یونس صاحب کی سربراہی میں بڑی خوش اسلوبی سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ رانا ہمہ صفت شخصیت کے مالک تھے البتہ عدالت و پنچائت کے امور میں ماہر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بات کرنے اور دوسرے کو لاجواب کرنے کا ایک خاص ملکہ عنایت فرمایا تھا۔ شبان ختم نبوت اور قادیانیت کے متعلق اکثر مقدمات میں وہ سرخ رو واپس آتے تھے۔ اپنے مقررہ وقت پر موت نے ان کو ہم سے لے لیا۔ بیوہ کے ساتھ پانچ معصوم بچے یتیم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ جس کو اٹھاتے ہیں اس کے پسماندگان کے لئے رزق کا انتظام کرنے پر بھی قادر ہیں۔ زلفی نامی نشہ کے عادی نے ان کو قتل کیا۔ وہ بھی کوئی طاقت ور اور مشہور قسم کا دہشت گرد نہ تھا۔ رانا صاحب عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے۔ جماعت ہو چکی تھی اور آپ بعد میں آئے عین مسجد کے سامنے یہ زلفی نامی شخص رانا صاحب سے سوال کرتا ہے کہ حاجی صاحب میرے متعلق تمہارے دل میں بغض ہے۔ رانا صاحب نے جواب دیا۔ بالکل نہیں اس کے ہاتھ میں بندوق تھی اور رانا صاحب کو گمان تک نہ تھا۔ کہ یہ مجھ پر حملہ کرنے والا ہے۔ محض انہوں نے بڑے حوصلہ سے جواب دیا کہ میں بغض ہمیشہ دشمنان رسول قادیانیوں سے رکھتا ہوں اس نے کہا کہ کلمہ پڑھو۔ رانا صاحب سمجھے کہ یہ کلمہ وثوق کے لئے پڑھا رہا ہے۔ انہوں نے فوراً" کلمہ پڑھا اور جب کہا محمد رسول اللہ تو گولیاں بیرل سے نکل کر حاجی صاحب کے جسم کے پار ہو چکی تھیں۔ آخری بات جو ان کی زبان سے نکلی وہ کلمہ توحید تھا۔ اصل بات یہ تھی کہ قاتل اور اس کے بھائی اچھی شہرت کے مالک نہ تھے۔ رانا یونس صاحب ان کو منشیات کے دھندے سے روکتے تھے۔ کہ چند ٹکوں کی خاطر نہ صرف اپنی زندگی بلکہ قوم کے نونہالوں کی زندگی سے بھی نہ کھیلو۔ اور یہ معزز آدمی اپنے علاقے میں سوچنے پر مجبور ہوتا ہے قاتل کا بڑا بھائی پہلے ایک قتل پر سزا کاٹ رہا ہے۔ دوسرا بھائی دو تین مہینے پہلے حاجی صاحب پر فائر کرنے کی وجہ سے جیل میں پڑا ہے۔ اور اب اس تیسرے نے جو خود تو در اصل مرا ہوا تھا۔ رانا صاحب کو ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا کر دیا۔ صد حیف! اس ظالم نے نہ جانے کس کے اشارے پر ہمارے گوہر نایاب جیسے آدمی کو ہم سے جدا کر دیا۔ اس لئے کہ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا اس کے مصداق رانا یونس جیسے آدمی سے شبان ختم نبوت کے نوجوانوں کی تنظیم ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو مقام شہادت پر فائز فرما کر مغفرت کا جامہ پہنائے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں اور خصوصاً" ڈی ایس پی لودھی صاحب تحصیل سلانوالی جو نیک اور معزز افسر ہے۔ ان سے گزارش ہے۔ کہ وہ ان تمام پہلوؤں پر توجہ دیں جو ان کو گوش گزار کی گئی ہیں۔ تاکہ وہ خفیہ ہاتھ بھی سامنے آسکیں جن کا بھیانک کردار اس قتل کا اصل محرک ہے۔ رانا صاحب کا قتل پوری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام اراکین کے صدمہ کا موجب ہے۔ تاہم صدمات سے تلافی مافات نہیں ہوا کرتی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر نوجوان کو عقیدہ ختم نبوۃ کی حفاظت اور تعاقب قادیانیت میں قبول فرمائے۔ اور رانا یونس جیسے مسلسل کو ہمارے لئے مشعل راہ بنائے۔

"The petitioner respectfully prays that -

(i) the impugned Ordinance No.XX of 1984 is of no legal effect.

(ii) the petitioner has the fundamental right to profess, practice and propagate his religion.

(iii) It is further prayed that the Respondent may be directed not to take any action, under the Ordinance, against the petitioner, till the final disposal of this writ petition."

This petition too was dismissed in limine on 12-6-1984 treating as barred by Article 203-D of the Constitution. The Intra Court Appeal was also dismissed in limine on 15-9-1985 after discussing all the grounds and without sustaining the bar of Article 203-D of the Constitution. As regards the violation of the Fundamental Rights, the Appeal Bench observed as hereunder:-

"If the Constitution of 1973 had been in force in its entirety the argument of the appellants would have been worth examination but this is not so, for three supra constitutional documents have since July, 1977 eclipsed the Constitution. The first

CrA31-K/88etc.

in this context is the Proclamation of Martial Law which became effective on the 5th of July, 1977. It placed the Constitution in abeyance. The second is the Chief Martial Law Administrator's Order No.I of 1977, also known as the Laws (Continuance in Force) Order, 1977. Although clause (i) of Article 2 of this order inter alia did state that Pakistan would be governed as nearly as may be in accordance with the Constitution but then clause (iii) of the same Article placed all Fundamental Rights under suspension. The third document is the Provisional Constitution Order, 1981, promulgated on the 24th of March, 1981. Article 2 of this order has adopted certain provisions of the Constitution of 1973. It is significant to note that the adopted provisions do not include any of the Fundamental Rights, including Article 20 upon which the appellants rely. Thus the said Article like all other Fundamental Rights is not enforcible at present. It is, therefore, idle on the part of the appellants to suggest that the said Article continues to remain a rider on the Ordinance making power of the President. We would accordingly reject the contention of the appellants that even under the present constitutional position the President, while making an Ordinance still suffers from the limitations set out in the Fundamental Rights."

Leave to appeal was granted on 28-2-1989 in terms as in Civil Appeal No.149/1989 as above.

4. Nazir Ahmed Taunsvi an active Muballigh reported at Police Station City Quetta [illegible] 17-5-1985 at [illegible] p.m. that on receiving information he went to the Bazar, found Mansoor Hayat appellant in Criminal Appeal No.35-K of 1988, a Qadiani by faith, wearing a badge of Kalma Tayyaba and claiming to be a Muslim. A case under

CrA31-K/88etc.

\- 7 -

section 298-C of the Pakistan Penal Code was registered. On trial he was convicted under section 298-C PPC and sentenced to imprisonment till the rising of the court and a fine of rupees three thousand or in default 3 months simple imprisonment. His appeal and revision were dismissed. Leave to appeal was granted on 12-9-1988 to examine the following questions of law:-

"(1) Whether wearing a "Kalma Tayyaba" badges by an Ahmadi amounts to "posing" as a Muslim so as to come within the mischief of Section 298-C, Pakistan Penal Code;

(2) Whether the charge framed against the petitioners was in accordance with law, and if not what is its effect; and

(3) Whether Section 298-C, Pakistan Penal Code is violative of Fundamental Rights Nos.19, 20 and 25?"

5. Nazir Ahmed Taunsvi, lodged two other such reports on 27-5-1985. One (FIR No.49/85) made similar complaint against Zaheeruddin (Appellant in Cr.A.31-K/88) having encountered him at 1.00 p.m. in the Bazar with a badge of Kalma Tayyaba and claiming himself to be a Muslim. On trial he was convicted under section 298-C of Pakistan Penal Code and sentenced to one year's rigorous imprisonment and a fine of Rupees one thousand failing which one months rigorous imprisonment. His appeal and revision against conviction and sentence failed. The other report (FIR No.5[illegible]/85) was directed on similar facts against Abdur Rehman (appellant in Cr.A.3[illegible]-K/88) who he encountered in the Bazar

CrA31-K/88etc.

at 3.30 p.m. He was also convicted and sentenced to one year's R.I. and a fine of rupees one thousand or in default one month's R.I. His appeal and revision failed. In both these appeals the leave to appeal was granted as in Criminal Appeal No.35-K/1988.

High Court, Lahore, dated 17-9-1991 passed in Writ Petition No.2089/1989).

1. Mirza Khurshid Ahmed,
2. Hakeem Khurshid Ahmed. .. Appellants

versus

1. Punjab Province through Secretary, Home Department, Lahore.
2. The District Magistrate, Jhang.
3. The Resident Magistrate Rabwa, Tehsil Chiniot, District Jhang.
4. Maulana Manzoor Ahmed Chinioti.
5. Abdul Nasir Gill. .. Respondents

For the Appellants in Cr.As.31-K to 35-K/88 : Mr.Fakhruddin G.Ebrahim,Sr.Advocate. Mr.Mujeebur Rahman,Mirza Abdul Rashid and S.Ali Ahmed Tariq,Advocates.

For the State in Cr.As.31-K to 35-K/88 : Mr.Ejaz Yousaf,Addl.Advocate General, Balochistan.

For Complainant in Cr.A.31-K/88. : Raja Haq Nawaz,Advocate. Mr.M.A.I.Qarni,Advocate-on-Record, (Absent).

For Appellants in C.As. 149 and 150/89. : Mr.Fakhruddin G.Ebrahim,Sr.Advocate Ch.Aziz Ahmed Bajwa,Advocate Ch.A.Wahid Saleem,Sr.Advocate Mr.Mujeebur Rahman,Advocate Mr.Hamid Aslam Qureshi, Advocate-on-Record.

For Appellant in C.A.412 of 1992. : Ch.Aziz Ahmed Bajwa,Advocate Mr.C.A.Rehman,Advocate, Mr.Hamid Aslam Qureshi, Advocate-on-Record.

CrA31-K/88etc. - 3 -

For Respondent/ Federal Government in Civil Appeals No.149 150/89 and 412/92. : Dr.Riazul Hassan Gilani, Senior Advocate - Only on 1-2-93 and 2-2-1993. Syed Inayat Hussain, Advocate-on-Record - Only on 3-2-1993. Mr.Gulzar Hassan, Advocate on Record (Absent) Ch.Akhtar Ali, Advocate-on-Record.

For Respondents No.1 to 3 in C.A.412/92. : Mr.Maqbool Elahi Malik, Advocate-General Punjab. Mr.M.M.Saeed Beg, Advocate. Rao Muhammad Yusuf Khan, Advocate-on-Record.

For Respondent No.4 in C.A. 412/92. : Mr.M.Ismail Qureshi, Senior Advocate, Syed Abul Aasim Jafri, Advocate-on-Record (Absent)

On Court Notice : Mr.Aziz A. Munshi, Attorney General for Pakistan. Mr.Mumtaz Ali Mirza, Deputy Attorney General for Pakistan. Mr.Ejaz Yousaf, Additional Advocate-General Balochistan. Mr.M.Sardar Khan, Advocate-General,N.-W.F.P. Mr.Maqbool Elahi Malik, Advocate-General,Punjab. Mr.Abdul Ghafur Mangi, Additional Advocate General Sindh.

From General Public : Maj. (Retd.) Amir Afzal Khan. Maj. (Retd.) M. Amin Minhas.

Dates of hearing : 30-1-1993, 31-1-1993, 1-2-1993, 2-2-1993 and 3-2-1993 (Rawalpindi).

Date of announcement of Judgment. : 3-7-1993.

CrA31-K/88etc.

JUDGMENT - 4 -

SHAFIUR RAHMAN, J.- The question of law of public importance common to all these appeals is whether Ordinance No.XX of 1984 [The Anti-Islamic Activities of the Qadiani Group, Lahori Group and Ahmadies (Prohibition and Punishment) Ordinance, 1984] is ultra vires the Constitution. If not, whether the convictions recorded and the sentences imposed in five criminal appeals are in accordance with section 5 introduced by it.

2. Chronologically considered, Constitution Petition No.2591 of 1989 leading to Civil Appeal No.149 of 1989 was the first to be filed. It was filed on 30-5-1984 within a month and a half of the promulgation of the Ordinance XX of 1984(which was promulgated on 26-4-1984). The reliefs sought therein were that the Ordinance

(i) is of no legal effect and is void ab initio since the day it was promulgated;

(ii) is ultra vires the Provisional Constitution Order, 1981.

This Constitution Petition was dismissed in limine on 12-6-1984 treating Article 203-B of the Constitution to be a bar. An Intra Court Appeal was also dismissed in limine on 15-5-1984, by considering the various grounds taken therein on merits. Leave to appeal was granted on 26-2-1989 to examine the vires of the

CrA31-K/88etc. - 5 -

Ordinance XX of 1984 on the touchstone of Fundamental Rights (Article 19 - Freedom of Speech, Article 20 - Freedom of Religion, Article 25 - Equality of citizens).

3. In 1984 Constitution Petition No.2309 of 1984 was filed in the High Court leading to Civil Appeal No.150 of 1989 before us. This petition was amended on 6-6-1984 and the following reliefs were claimed in it:-

by words either spoken or written or by visible representation or in any manner whatsoever outrages the religious feelings of Muslims shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three years and shall also be liable to fine."

To summarize:-

The above-mentioned Sections make it a criminal offence for a Qadiani, or a Lahori ("Ahmadi"):

(a) To call or pose himself directly or indirectly as a Muslim or refer to his faith as Islam;

(b) To preach or propagate his faith or to invite others to accept his faith or in any manner whatsoever to outrage the religious feelings of Muslims;

(c) To call people to prayer by reciting *Azan* or to refer to his mode or form of call to prayer as *Azan;*

(d) To refer to or call his place of worship as *Masjid;*

(e) To refer to any person other than a Caliph or Companion of the Holy Prophet Muhammad (صلی اللہ علیہ وسلم) as *Ameer ul Momineen, Khalifat ul Momineen, Khalifat ul Muslimeen, Sahabi* or *Raziy-Allah Anho* or any person other than the wife of the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) as *Ummul Momineen,* or any person other than a member of the family of the Holy Prophet Muhammad (صلی اللہ علیہ وسلم) as *Ahle Bait.*

The Qadianis challenged the above Ordinance and filed a writ before the Federal Shariat Court. After a four-week hearing the petition was dismissed. Thereafter they appealed to the Appellate Bench of the Federal Shariat Court. This Appellate Bench was in the process of hearing when the Qadianis withdrew their appeal. On their application for withdrawal, the Appellate Bench upheld the Order of Federal Shariat Court. Till finally, all the writs and cases relating to the said Ordinance and the legality of the Ordinance itself were decided by the Supreme Court of Pakistan on 3rd July, 1993, the standpoints of Qadianis having been deemed ultra vires. The Judgment of the Supreme Court follows.

❀ ❀ ❀

APPENDIX

JUDGEMENT OF SUPREME COURT

IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN
(Appellate Jurisdiction)

Present:
Mr.Justice Shafiur Rahman,
Mr.Justice Abdul Qadeer Chaudhry,
Mr.Justice Muhammad Afzal Lone,
Mr.Justice Saleem Akhtar,
Mr.Justice Wali Muhammad Khan.

CRIMINAL APPEALS NO.31-K TO 35-K OF 1988.
(On appeal from the judgement of High Court of Baluchistan, Quetta, dated 22-12-1987 passed in Criminal Revisions No.38/87 to 42/87).

Cr.A.No.31-K/88
Zaheeruddin. .. Appellant
versus
The State. .. Respondent

Cr.A.No.32-K/88
Rafi Ahmed. .. Appellant
versus
The State. .. Respondent

Cr.A.33-K/88
Abdul Majid. .. Appellant
versus
The State. .. Respondent

Cr.A.34-K/88
Abdur Rehman Khan. .. Appellant
versus
The State. .. Respondent

Cr.A.35-K/88
Ch.Muhammad Hayat. .. Appellant
versus
The State. .. Respondent

CIVIL APPEALS NO.149 and 150 OF 1989.
(On appeal from the judgement of Lahore High Court, Lahore, dated 25-9-1984 passed in Intra Court Appeals No.160/1984 and 158 of 1984)

C.A.No.149/89
Mujib-ur-Rehman Dard. .. Appellant
versus
Pakistan through Secretary, Ministry of [illegible] Parliamentary Affairs, [illegible]. ..Respondent

ATTESTED

CrA31-K/88etc.

- 2 -

C.A.No.150/89
1. Sheikh Muhammad Aslam,
2. Sheikh Muhammad Yousaf,
3. Noor Muhammad Hashmi. .. Appellants

versus

1. Pakistan through Secretary, Law and Parliamentary Affairs, (Law Division), Islamabad.
2. The State. .. Respondents

CIVIL APPEAL NO.412 of 1992.
(On appeal from the Judgment of Lahore

SUBMISSION TO THE HON'BLE SUPREME COURT OF PAKISTAN

By
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Edited by
Dr. Shahiruddin Alvi

Translated by
K.M. Salim

Section 298 - B

"Misuse of epithets, descriptions and titles, etc., reserved for certain holy personages or places."

(1) Any person of the Qadiani group or the Lahori group (who call themselves "Ahmadis" or by any other name) who by words either spoken or written or by visible representation;

(a) refers to or addresses any person other than a Caliph or Companion of the Holy Prophet Muhammad (صلی اللہ علیہ وسلم) as *Ameer ul Momineen*, *Khalifat ul Momineen*, *Khalifat ul Muslimeen*, *Sahabi*, or *Razi Allah Anho*

(b) refers to or addresses any person other than a wife of the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) as *Ummul Momineen*

(c) refers to or addresses any person other than a member of the family (Ahle Bait) of the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) as *Ahle Bait*

(d) refers to or names or calls his place of worship as "*Masjid*".

shall be punished with imprisonment of ther description for a term which may extend to three years and shall also be liable to fine.

(2) Any person of the Qadiani group or Lahori group (who call themselves "Ahmadis" or by any other name) who by words either spoken, or written or by visible representation refers to the mode or form of call to prayers followed by his faith as "*Azan*" or recites *Azan* as used by the Muslims, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three years and shall also be liable to fine."

Section 298 - C

"Any person of Qadiani group, etc., calling himself a Muslim or preaching or propagating his faith"

"Any person of the Qadiani group or the Lahori group (who calls themselves "Ahmadis" or by any other name) who directly or indirectly poses himself as a Muslim or calls or refers to his faith as Islam or preaches or propagates his faith or invites others to accept his faith

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ (جدید ایڈیشن)

پروفیسر محمد الیاس برنی

○۔ " قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ "برصغیر پاک و ہند میں وہ مشہور کتاب ہے جسے قادیانی عقائد و عزائم کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے۔

○..... آج تک اس کے تمام ایڈیشن لیتھو پر شائع ہوئے تھے جن میں موجود بہت سی غلطیاں کتاب کے حسن کو ماند کررہی تھیں۔

○..... اب اس کا جدید ایڈیشن کمپیوٹر پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا ہے۔

جدید ایڈیشن درج ذیل خصوصیات کا مجموعہ ہے:۔

۱..... قدیم قادیانی کتب اور ان کے جدید ایڈیشنوں کے حوالہ جات کا اضافہ کیا گیا ہے نیز روحانی خزائن (مطبوعہ ربوہ و لندن) کے حوالہ جات بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔

۲..... قادیانی اخبارات و رسائل کے حوالہ جات بمعہ جلد، شمارہ، تاریخ اور صفحات بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔

۳..... کتابت کی سابقہ تمام غلطیوں کو دور کردیا گیا ہے۔ حوالے کی اصل کتابوں سے عبارتوں کو ملا کر تصحیح کردی گئی ہے۔

۴..... سیرت المہدی کے حوالہ جات میں صفحہ اور جلد کے ساتھ روایت نمبر بھی درج کردیا گیا ہے۔

۵..... جہاں کہیں عبارتوں میں کتابت کی غلطی تھی اسے دور کردیا گیا ہے۔

۶..... فاضل مصنف مرحوم نے عنوان کے ساتھ صرف نمبر لگائے تھے۔ ہم نے فہرست میں ان عنوانات کے ساتھ صفحات بھی دے دیئے ہیں۔

۷..... ضمیمہ جات کے عنوانات کی فہرست کو اصل فہرست کے ساتھ لگادیا گیا ہے۔

۸..... مرزا قادیانی کے اشتہارات جو تبلیغ رسالت کے نام سے پہلے دس جلدوں میں تھے۔ ان حوالہ جات میں مجموعہ اشتہارات کی تینوں جلدوں کے صفحات دے دیئے ہیں۔

۹..... مصنف نے مرزا کے اقوال کفریہ مختلف قادیانی رسائل و اخبارات کے حوالہ کے ساتھ دیئے تھے۔ اب ملفوظات کے حوالہ جات بھی ساتھ لگادیئے گئے ہیں۔

۱۰..... مصنف کے زمانہ تصنیف کتاب ہذا کے وقت مرزا قادیانی کا کفرنامہ "تذکرہ" شائع نہیں ہوا تھا۔ اس ایڈیشن میں "تذکرہ" کے حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔

کمپیوٹر کتابت۔ عمدہ سفید کاغذ۔ سہ رنگ ٹائٹل۔ خوب صورت جلد۔ صفحات ۱۱۳۰۔

قیمت تین صد ۳۰۰ روپے صرف۔

ملنے کا پتہ۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ حضوری باغ روڈ۔ ملتان۔ فون نمبر ۵۱۴۱۲۲

گیارھویں عالمی | عظیم الشان

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام

سالانہ

ختمِ نبوّت کانفرنس

برمنگھم

بروز اتوار

مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۹۶ء بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ بلیکبرن روڈ برمنگھم صبح ۹ بجے تا ۱ بجے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ امیرِ مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت • حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام • مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی ◎ کانفرنس میں جوق درجوق شرکت فرماکر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۳۵ اسٹاک ویل گرین لندن۔ ایس ڈبلیو ۹، ۹ ایچ زیڈ یو کے فون ۰۱۷۱-۷۳۷ ۸۱۹۹